فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(تم میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ آل عمران)

ماہنامہ

# معارفِ رضا کراچی

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، پاکستان

ادارت

مدیر اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

نائب مدیر: اقبال احمد اختر القادری

مشاورت

* علامہ تراب الحق قادری
* الحاج شفیع محمد قادری
* علامہ ڈاکٹر حافظ عبد الباری
* منظور حسین جیلانی
* حاجی عبد اللطیف قادری
* ریاست رسول قادری
* حاجی حنیف رضوی

کمپوزنگ: ذیشان احمد قادری

اشتہارات: سید محمد خالد قادری

سرکولیشن: فرحان الدین قادری

* قیمت فی شمارہ ــــ ۱۰ روپیہ
* سالانہ ــــ ۱۲۰ روپیہ
* بیرون ممالک ــــ ۱۰ ڈالر سالانہ


## مشمولات




رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔74400، پوسٹ بکس نمبر 489

فون :- 021-7725150-7771219، اسلامی جمہوریہ پاکستان (E.mail:marifraza@hotmail.Com)



(پبلشر، مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس آئی آئی چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# اپنی بات

**سید وجاہت رسول قادری**

## ”کنزالایمان“ کی پذیرائی

از طفیل سرور ہر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ”کنزایمان“ در جہاں مشہور شد

(سید خضر نوشاہی)

یہ خبر مسلمانانِ عالم خاص طور سے مسلمانان بر صغیر پاک و ھند و بنگلہ دیش کیلئے باعث طمانیت اور سرور قلب ہے کہ جامعۃ الازھر الشریف کے شیخ، شیخ اکبر علامہ دکتور محمد سید طنطاوی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں ”مجمع البحوث الاسلامیہ“ (مرکز تحقیقات اسلامی) قاھرہ نے امام احمد رضا خاں قادری قدس اللہ سرہ العزیز کے ترجمۂ قرآن کریم (اردو) معنون بہ ”کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن“ کو کئی ماہ کی بحث و تمحیث اور تنقیدی و تحقیقی جائزے کے بعد اسلامی تعلیمات کے مطابق اور ایک قابل اعتماد ترجمہ قرار دیا ہے اور اردو داں عامۃ المسلمین کے استفادہ کیلئے اس کی نشر واشاعت کو فروغ دینے کی ترغیب دی ہے۔

اس سلسلے میں شیخ الازھر کی سرپرستی میں ”مجمع البحوث الاسلامیہ“ قاھرہ نے ایک سرٹیفیکٹ کا بھی اجراء کیا ہے۔ یہ سند (سرٹیفیکٹ) ھندوستان میں اہل سنت وجماعت کے عظیم ترین ادارہ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ کی کوششوں سے جاری کی گئی۔ اس سلسلے میں ”ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان (کراچی)“ کی سعی وکاوش کو بھی بڑا دخل ہے جو گذشتہ چار سال سے جامعہ ازھر شریف کے مختلف شعبہائے فنون کو امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصانیف و تالیفات اور ان کی حیات اور علمی ادبی اور دینی کارناموں پر مبنی لٹریچر فراھم کررہا ہے۔ گذشتہ سال اس کے دورکنی وفد نے (جس میں راقم اور حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ شامل تھے) قاھرہ کا دورہ بھی کیا تھا اور جامعہ ازھر کے نامور اساتذہ کرام، علماء مصر اور شیخ الازھر الشریف حضرت علامہ دکتور محمد سید طنطاوی مدظلہ العالی سے استاذ السید حازم محمد احمد المحفوظ زید مجدہ کی رہنمائی میں ملاقاتیں بھی کی تھیں اور ”کنزالایمان“ سمیت ۵۰ کتب کا تحفہ بھی دیا تھا جس میں ادارہ کے جنرل سکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب زید مجدہ کی ”کنزالایمان“ پر تھیسس بھی شامل تھی۔ ”کنزالایمان“ سے متعلق مندرجہ بالا خبر ”جمیعة الدعوة الاسلامية العالميه“ لیبیا کے زیر اہتمام طرابلس سے عربی،

انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں شائع ہونے والے ہفت روزہ "الدعوۃ" مورخہ ۲۶/ربیع الاول الشریف ۱۴۳۰ھ من میلاد النبی ﷺ (۱۴۲۱ھ) کے شمارے میں شائع ہوئی ہے۔

واضح ہو کہ امام احمد رضا القادری علیہ الرحمۃ نے یہ ترجمہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں مکمل کیا تھا جو آپ کی حیات میں ہی پہلی بار مراد آباد سے شائع ہوا دوبارہ یہ ترجمہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ خلیفۂ امام احمد رضا قدس سرہ کے حاشیہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد مراد آباد ہی سے شائع ہوا۔ ابتک اس پر متعدد حاشیے اور تفسیریں لکھی جاچکی ہیں۔ ایک محتاط سروے کے مطابق بر صغیر پاک وھند میں اردو تراجم قرآن میں سب سے زیادہ طلب اسی ترجمۂ "کنز الایمان" کی ہے۔ "کنز الایمان" کی خصوصیات پر تبصرہ کرتے ہوئے بر صغیر کے معروف مصنف اور محقق علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اردو کے مترجمین قرآن میں امام احمد رضا محدث بریلوی اپنے تبحر علمی کی وجہ سے بے نظیر و بے مثال معلوم ہوتے ہیں جس نے ان کا مطالعہ کیا ہے اور مختلف علوم و فنون اور مختلف زبانوں میں ان کی مطبوعات و مخطوطات اور شرح و حواشی دیکھے ہیں وہ اس امر کی تصدیق کر سکتا ہے"

مزید فرماتے ہیں کہ:

"وہ ایک باخبر ہوشمند اور باادب مترجم تھے، ترجمہ کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا نے آنکھیں بند کر کے ترجمہ نہیں کیا بلکہ وہ جب کسی آیت کا ترجمہ کرتے تھے تو پورا قرآن، مضامینِ قرآن اور متعلقاتِ قرآن ان کے سامنے ہوتے تھے"

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام احمد رضا نے یہ ترجمہ کتب تفسیر و حدیث یا ما قبل کے اردو اور فارسی تراجم کو سامنے رکھے بغیر فی البدیہہ کیا۔ اس کی صورت یہ تھی کہ آپ بغیر کسی کتاب کی مدد کے آیات کریمہ کا ترجمہ فی البدیہہ ارشاد فرماتے جاتے اور آپ کے خلیفہ ارشد صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی صاحب علیہ الرحمۃ اس کو قلمبند کر لیتے۔ محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ایک اور جگہ "کنز الایمان" کی اس خصوصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

"امام احمد رضا کے ترجمۂ قرآن میں برسوں کی فکری کاوشیں پنہاں ہیں، یہ مولیٰ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ اپنے بندے کو ایسی نظر عطا فرمادے جس کے سامنے علم و دانش کی وسعتیں سمٹ کر ایک نقطہ پر آجائیں۔ فی البدیہہ ترجمۂ قرآن میں ایسی جامعیت کا پیدا ہو جانا عجائبات عالم میں سے ایک عجوبہ ہے، اس سے مترجم کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے"۔

بلاشبہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز پر اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب لبیب، رسول رؤف و رحیم کا خاص کرم تھا، انہی خصوصیات کی بناء پر امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کو دنیائے علم و آگہی میں ایک گونہ پذیرائی اور روز افزوں مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ واحد ترجمۂ قرآن ہے جس کی خصوصیات، فنی، علمی اور ادبی خوبیوں پر اس کی اشاعت سے لیکر آج تک سینکڑوں مقالات اور ہزاروں تبصرے لکھے جاچکے ہیں اور لکھے جارہے ہیں۔ یہ امتیاز کسی اور ترجمہ کو حاصل نہیں۔ متعدد اسکالرز ملکی اور عالمی جامعات میں "کنز الایمان" کو ام۔ فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی تھیسس کا موضوع بنارہے ہیں۔ "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" کے جنرل سیکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ

قادری زید مجدہ نے "کنزالایمان" کے حوالے سے ۱۹۹۳ء میں ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی جو کتابی صورت میں ادارہ ھذا کی جانب سے ۱۹۹۹ء میں شائع ہو چکی ہے۔ بر صغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے بے شمار علماء نے "کنزالایمان" کی جامعیت، ادبیت، معنویت، مقصدیت، زبان و بیان کی چاشنی، اور سلاست و روانی کی خوبیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس کو تمام سابقہ معروف تفاسیر کا نچوڑ قرار دیا ہے۔

حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ، استاذ شعبہ عربی، جامعہ ملیہ دھلی اور شاھی امام و خطیب مسجد فتح پوری دہلی، "کنزالایمان" کی خصوصیات پر درج ذیل الفاظ میں تبصرہ فرماتے ہیں:

"یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فاضل بریلوی علمی اور ادبی صلاحیتوں میں معاصرین اور متاءخرین میں بہت اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔ ان کے پایہ کا عالم نہ ان کے دور میں تھا اور نہ آج ہے۔ قرآن کریم کا محتاط اور جامعہ ترجمہ وہی عالم کر سکتا ہے، جس کو عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں مہارت ہو، جو محاورات اور ادبی فصاحب و بلاغت سے خوب واقف ہو، جو سیرت پاک مصطفیٰ ﷺ سے باخبر ہو، جس کو علوم قرآنیہ کے ساتھ ساتھ فنِ حدیث پر بھی مکمل دسترس ہو، جو آیات کریمہ کے شان نزول اور اس وقت کے کوائف و حالات سے باخبر ہو، جس کے پاس عشق مصطفیٰ ﷺ کا خزانہ ہو، جو مکمل خشوع و خضوع کے ساتھ بین الخوف والرجاء لکھنے کا عادی ہو۔ جب ہم فاضل بریلوی کی حیات اور علمی مقام و مرتبہ کا جائزہ لیتے ہیں تو صرف وہ ہی مجمع الکمالات کے پیکر میں سامنے آتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ "کنزالایمان" دنیا بھر میں مقبول ہے۔ نہ صرف عوام و خواص بلکہ ہر طبقۂ فکر کے علماء اس سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں"۔

حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری حفظہ اللہ تعالیٰ، شیخ الحدیث والتفسیر، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور "کنزالایمان" پر اپنے ایک مختصر مگر جامع تبصرے میں یوں رقم طراز ہیں:

"قرآن کو سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان، صرف و نحو، علم معانی، بیان، بدیع وغیرہ علوم میں مہارت کافی نہیں، تفسیر و حدیث، عقائد و کلام اور تاریخ و سیرت کا وسیع مطالعہ ہی کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور صاحب قرآن ﷺ سے صحیح ایمانی اور روحانی تعلق بھی ضروری ہے۔ اردو ترجمہ نگاروں میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز ممتاز ترین مقام پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پچاس سے زیادہ علوم میں حیرت انگیز مہارت عطا فرمائی تھی۔ وہ عارف باللہ بھی تھے اور صبغۃ اللہ سے مزین بھی، ساتھ ہی آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کی محبت میں فدا تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے توسط سے ان کے دل پر فیوض الٰہیہ کی بارش ہوتی تھی۔ اسی لئے انہوں نے قرآن پاک کا بے مثال اردو ترجمہ "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے کیا۔ مخالفین کی سازشوں کی بناء پر بعض ممالک میں اس ترجمہ پر پابندی عائد کی گئی، لیکن (بحمد اللہ) اس کی خداداد مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کی مانگ سب تراجم سے زیادہ ہے انگریزی، فرنچ، ڈچ، ترکی، بنگالی، سندھی اور پشتو وغیرہ زبانوں میں اس کے ترجمے کئے جا چکے ہیں"۔

حضرت علامہ نے جس پابندی کا ذکر کیا ہے اس کا قصہ کچھ یوں ہے:

امام احمد رضا کا یہ ترجمۂ قرآن ۱۹۱۱ء میں مکمل ہوا، ان کی حیات میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا اگر تاریخ اشاعت (جو متحقق نہیں ہے) ۱۹۱۸ء بھی متصور کی جائے تو اس وقت سے لیکر ۱۹۸۲ء تک یعنی ۶۴ ر برسوں میں لاکھوں کی تعداد میں اس کے متعدد ایڈیشن ہندوستان، بنگلہ دیش اور پاکستان کے مختلف شہروں سے شائع ہوتے رہے ہیں مسلکی اور نظریاتی طور پر ان سے اختلاف کرنے والے خود ان کے ہم عصر اور بعد کے جید علماء نے اس کو پڑھا اور دیکھا، لیکن کسی کو ''کنزالایمان'' یا اس کے حاشیہ خزائن العرفان میں کوئی لغزش، خامی، یا خلاف شرع امر نظر نہیں آیا ورنہ مخالفین علماء ضرور بالضرور اس کی گرفت اور تشہیر کرتے۔

۱۹۸۲ء میں پاک و ہند کے بعض متعصب و متشدد دیوبندی، تبلیغی، وہابی علماء اور جماعت اسلامی کے اراکین نے ''کنزالایمان'' کی مقبولیت اور امام احمد رضا کی ہمہ جہت شخصیت کی روزافزوں شہرت سے خوزدہ ہوکر ''رابطۂ عالم اسلامی'' (جس کا ھیڈ کوارٹر جدہ میں ہے) کے پلیٹ فارم کو بطور ڈھال استعمال کرتے ہوئے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' اور اس کے حاشیہ ''خزائن العرفان'' پر پابندی لگوائی اور پھر ''رابطہ عالم اسلامی'' کی اپیل اور سفارش پر سعودی عرب اور خلیج کی ریاستوں نے اپنے اپنے ملک میں اس کے داخلہ اور اشاعت پر پابندی لگائی۔ اس کی خبر اخبار ''خلیج ٹائمز'' مورخہ ۵ ر مارچ ۱۹۸۲ء ص ۲ (متحدہ عرب امارات) پر شائع کرائی گئی اور یہی خبر ''رابطہ عالم اسلامی'' کے اخبار مورخہ ۲ ر مئی ۱۹۸۲ء (جدہ) میں بھی شائع ہوئی۔ ان دونوں اخبارات کا موقف یہ تھا، ترجمہ قرآن اور اس کا حاشیہ دونوں ناقابل اشاعت ہیں اس لئے کہ اس میں قابل اعتراض مواد پایا جاتا ہے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ان اخبارات نے قطعاً ان غلطیوں کی نشاندھی نہیں کی، دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی تصنیف پر پابندی لگائی جاتی ہے تو سب سے پہلے اس کے ناشر، مصنف، یا اس کے ورثاء یا متعلقہ ادارہ یا فرد یا ذمہ دار گروہ کو اس کے وجوہ سے آگاہ کیا جاتا ہے اور اس کو صفائی کا موقع دیا جاتا ہے، لیکن ''کنزالایمان'' کے سلسلہ میں بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ اس اصول کی خلاف ورزی کی گئی اور آج تک رابطۂ عالم اسلامی یا مذکرہ حکومتوں پر اس کی وجوہ کی نشاندھی قرض ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کسی فرد یا ادارے پر کوئی فرد جرم عائد کی جائے لیکن نہ تو اس کو اس کا جرم بتایا جائے اور نہ ہی اس کو صفائی کا کوئی موقع دیا جائے۔ اس خبر کی اشاعت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے معاندین نے اس پر پابندی کی حمایت اور ''کنزالایمان'' کی مخالفت میں اخبارات و جرائد میں مضامین لکھنے شروع کر دئیے بعض نے کتابی صورت میں بھی شائع کئے اور یہ سلسلہ معاً اس پابندی کے بعد اس سرعت و تواتر سے شروع ہوا کہ گویا درون خانہ ان کو پہلے سے اطلاع تھی اور وہ اس کیلئے تیار بیٹھے تھے۔ جب اس پابندی کی مخالفت اور ترجمہ ''کنزالایمان'' کی حمایت میں برصغیر پاک و ھند کے طول و عرض میں رابطہ عالم اسلام سے احتجاجی مراسلت اور اخبارات و جرائد میں مضامین کی اشاعت، پمفلٹ و ھینڈ بل کی تقسیم اور احتجاجی جلسہ و جلوس کا سلسلہ شروع ہوا تو ''رابطہ عالم اسلامی'' کے کارپردازوں نے یہ کہہ کر گردن چھڑانے کی کوشش کی کہ اس پر پابندی عرب کی آزاد حکومتوں کا اپنا اختیاری معاملہ ہے ہم اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ بعد میں جید علماء نے حرمین شریفین کی خدمت کے دعویدار بادشاہ اور امارات کی ریاستوں کو خطوط لکھے لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا۔ قارئین کرام اس گفتگو سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ یہ سارا اہتمام محض ''لغض معاویہ'' یعنی امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی قد آور شخصیت ان کے شاندار علمی و دینی کارناموں پر پردہ ڈالنے کے لئے کیا گیا لیکن اب جامعہ ازھر کے علوم اسلامیہ کے تحقیقی ادارے نے ان کی پول کھول دی۔

''شیخ الازھر'' کا منصب عالم اسلام کا ایک اہم ترین منصب ہے اور جامعہ ازھر، قاھرہ، اسلام کی گذشتہ ایک ہزار ر سالہ تاریخ میں سب سے بڑی اور مستند یونیورسٹی سمجھی اور تسلیم کی جاتی ہے۔ اب جبکہ عالم اسلام کی اس سب سے بڑی یونیورسٹی کے سربراہ، شیخ الازھر، محمد سید طنطاوی مدظلہ العالی اور ان کے زیر نگرانی چلنے والے تحقیقی ادارے، ''مجمع البحوث الاسلامیہ'' (مرکز تحقیقات اسلامی) کے محقق علماء نے ''کنزالایمان'' کے مستند اور معتبر ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی تو ہم ''رابطہ عالمی اسلامی'' کے ارباب بست و کشاد اور ان کی وساطت سے سعودی عرب اور خلیج کی امارات کی حکومتوں سے مؤدبانہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہوشمندی اور علمی دیانت کا ثبوت دیتے ہوئے نیز عالم اسلام کے مسلمانوں کے فکری اتحاد کی خاطر ''کنزالایمان'' سے پابندی ختم کرنے کا ببانگ دہل اعلان شائع کریں، اور ''کنزالایمان'' کے علمی اور شرعی حیثیت پر، شیخ الازھر الشریف حضرت علامہ دکتور محمد سید طنطاوی حفظہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ کا عکس اور اس کی متعلقہ خبر فوری طور سے شائع کر کے مسلمانوں کے عالمگیر اتحاد و یگانگت کے فروغ کو یقینی بنائیں جس کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔ اس لئے کے جامعہ ازھر کی تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ ''کنزالایمان'' احادیث مبارکہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اسلاف کرام کی تفاسیر کا نچوڑ ہے اور یہ کہ اس میں کوئی خلاف شرع، یا خلاف اسلام مواد نہیں ہے۔ یہاں ہم امام احمد رضا سے علمی اور مسلکی اختلاف رکھنے والے علماء اور اسکالرز سے بھی درخواست گزار ہیں کہ آپ علم و تحقیق کے میدان میں ذاتی بغض و عناد، گروہی حسد اور مسلکی تعصب کی عینک اتار کر ''نگاہ عشق و مستی'' کی ٹھنڈی روشنی میں ''کنزالایمان'' کا مطالعہ کریں اِن شاء اللہ آپ کو یہاں ''ایمان'' کا بیش بہا ''خزانہ'' اور ''عشق مصطفیٰ ﷺ'' کی ''دولت بیدار'' ملے گی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی کو ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر علم کی کسوٹی پر پرکھیں اِن شاء اللہ ان کو کھرا پائیں گے اور فکری اتحاد و یگانگت کی راہ پیدا ہو گی، جس کی آج ہمیں شدید ضرورت ہے۔ ''دانش نورانی'' کی روشنی میں ان کی شخصیت و تصانیف کا مطالعہ کریں اِنشاء اللہ اندھیروں سے اجالوں میں آجائیں گے اس لئے کہ نور بصیرت سے مزین مطالعہ اندھیروں سے اجالے کی طرف رہنمائی کرتا ہے ؂

زمشتاقاں اگر تاب سخن بردی نمی دانی  محبت می کند گویا نگاہ بے زبانے را

پاکی ہے اس رب ذوالجلال خالق کائنات کو جس نے ہمیں قرآن کریم کی دولت عظیم سے نوازا اور لاکھوں درود سلام ہوں آقائے نامدار سرور کائنات ﷺ پر جن کے قلب اطہر پر قرآن مجید فرقان حمید کی آیات کریمہ کا نزول ہوا اور جن کی وساطت سے یہ نور ھدایت ہم تک پہنچا۔ کہ ہم جہل کی ظلمت سے نکل کر علم و ہدایت کے اجالے کی طرف آئے اور صبح و مسا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس پر رحمت و رضوان کی بارش ہو کہ جن کی تعلیم اور ترجمۂ قرآن نے ہمیں قرآن حمید کی روح یعنی عشق مصطفیٰ ﷺ سے روشناس کرایا (آمین) بجاہ سید المرسلین ﷺ

## اہم گزارش

ادارہ ہر چند اغلاط کی درستگی پر گہری نظر رکھتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی شرعی غلطی یا خامی رہ جائے تو قارئین مطلع فرما کر اجر عظیم کے مستحق ہوں۔ ماہنامہ ''معارف رضا'' سے متعلق خطوط میں خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں جب بھی کوئی خط لکھیں یا منی آرڈر بھیجیں تو آپ اپنا نام و پتہ اردو یا انگریزی میں صاف صاف تحریر فرمائیں اور خط و کتابت کیلئے صرف ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا'' کے پتے پر ہی رابطہ کریں۔

# کنزالایمان' معیاری اور قابل اعتماد ترجمہ ہے

شیخ الازہر ڈاکٹر سید محمد طنطاوی

## الأزهر يعتمد ترجمة حديثة لمعاني القرآن بلغة الأردو

وافق مجمع البحوث الإسلامية بالقاهرة برئاسة الدكتور محمد سيد طنطاوي شيخ الأزهر على إصدار ترجمة حديثة لمعاني القرآن الكريم بلغة الأردو والتي أعدها الشيخ محمد أحمد رضا خان القادري من كبار علماء الإسلام في الهند

وكانت الجامعة الاشرفية بالهند قد قدمت الترجمة للأزهر لمراجعتها. وتقوم الجامعة بطبع الترجمة على نفقتها لتوزيعها على المساجد ومعاهد التعليم الإسلامي بالهند والبلدان المتحدثة بلغة الأردو

## Quran Translation

The Cairo based Islamic research academy headed by Dr. Muhammad Sa'yed Tantawi, Sheikh of al-Azhar has ratified the release of a modern interpretation of the meanings of the Holy Quran in Urdu language. The Ashrafiya University in India submitted the interpreted copy to Al-Azhar for review before it goes to printing to be distributed to mosques and Islamic institutes in India and the Urdu speaking countries. The interpretation was finalized by Sheikh Muhammad Ahmad Ridha Khan Al-Qadiri, one of the prominent Muslim scholars in India.

الحمد للہ بین الاقوامی اسلامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا رجسٹرڈ پاکستان اور جامعۃ الاشرفیہ (مبارکپور) کی کوششوں کے نتیجے میں جامعۃ الازہر الشریف (قاھرہ، مصر) کے ایک تحقیقاتی بورڈ ''مجمع البحوث الاسلامیہ'' جو شیخ الازہر مفسر قرآن پروفیسر ڈاکٹر سید محمد طنطاوی کی سرپرستی میں قائم ہے نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شرۂ آفاق ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' کو معیاری اور قابل اعتماد قرار دیتے ہوئے اس کی عام اشاعت کا سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے، یہ خبر لیبیا کے ہفت روزہ ''الدعوۃ'' کے شمارہ ۲۶/ربیع الاول ۱۴۲۱ھ کی اشاعت میں عربی اور انگریزی زبانوں میں شائع ہوئی ہے ''معارف رضا'' قارئین کے افادہ کیلئے اس کا عکس پیش کیا جارہا ہے۔ ادارہ
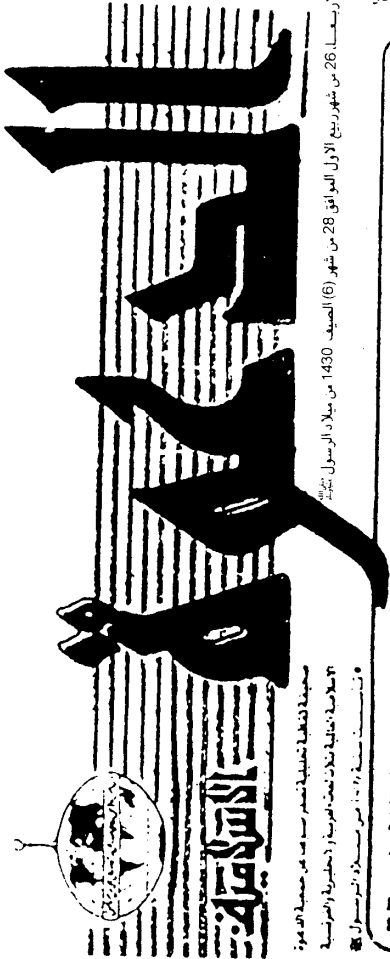
# مطالعۂ رضویات کی ضرورت اور اس کی اہمیت

ڈاکٹر حسین مجیب المصری ★

مترجم : مولانا ذاکر اللہ درانی الکوزئی

مولانا احمد رضا خاں کے ''دراسات'' یعنی ''مطالعۂ رضویات'' بلاشبہ بہت ساری وجوہ کی بناء پر بڑی اہمیت کا حامل ہے، اس لئے کہ آپ ایک ایسی وقیع، عالی قدر اسلامی شخصیت کے مالک ہیں جس میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ جس طرح آپ علوم اسلامیہ پر اجمالاً اور تفصیلاً اپنی دسترس کے اعتبار سے ایک ہمہ جہت حیثیت کے حامل ہیں اسی طرح فقہ اسلامی کے بھی آپ اس شان کے امام ہیں کہ جن کی ژرف نگاہی سے ایسے حقائق و دقائق سے پردے اٹھے کہ جن تک علماء اسلام کی آج بھی رسائی ممکن نہ ہو سکی اور اسی اعتبار سے مختلف بلاد اسلامی میں آپ کی دھوم ہے۔ صاحب دیوان شاعر کی حیثیت سے بھی آپ کی شہرت (کسی عظیم شاعر سے) کم نہیں ہے۔ عربی، اردو اور فارسی ہر سہ زبانوں میں آپ کے اشعار کے مجموعے ملتے ہیں۔ آپ کا وہ عربی مجموعۂ کلام جسے استاذ حازم محفوظ نے مدون کیا ہے نظر عمیق سے مطالعہ کے قابل ہے اس لئے کہ معنویت کے اعتبار سے دوسرا ایسا عربی کلام ہماری نگاہ سے نہیں گزرا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک مشہور ترین اور بہت عظیم الشان نعت گو شاعر اور مداح سرکار رسالت مآب ﷺ ہیں۔ ان کی اس عالمگیر شہرت کا اندازہ جس کا ہم نے ذکر کیا اس بات سے بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا قصیدہ سلامیہ (مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام) ہفتہ وار ہر جمعہ کی نماز کے بعد پابندی سے پڑھا جاتا ہے یہاں تک کہ خواتین بھی اس سلام کی بہت شیدا ہیں، مخصوص مبارک راتوں میں جب یہ سلام اجتماعی طور پر پڑھا جاتا ہے تو کثیر تعداد میں خواتین (اپنے گھروں سے) ہمہ تن گوش ہو کر اس سلام کو عقیدت و محبت کے ساتھ سنتی ہیں۔

اسی طرح مولانائے موصوف برصغیر پاک و ہند کے ایک مشہور و معروف سلسلۂ طریقت (برکاتیہ قادریہ) کے شیخ بھی ہیں کہ جس کا پھیلاؤ اور فیوض و برکات اس قدر کثیر ہے کہ ہم نے ایسی کثرت کہیں نہیں دیکھی۔ امام احمد رضا کی حیات و کارناموں کے حوالے سے (مطالعہ رضویات پر) وافر لٹریچر موجود ہے۔ ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر مقالات لکھنے اور پڑھنے کا ایک عمل مسلسل ہے جو جاری ہے۔ ان کے دینی، علمی و ادبی کارناموں کو اجاگر کرنے کیلئے کانفرنسیں (جگہ جگہ) منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ پاکستان کے شہر کراچی میں ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا'' کے نام سے ایک مرکز ہے جو امام احمد رضا پر تحقیق و تصنیف اور ان کے اسلامی علمی مآثر سے دور جدید کے تقاضوں کے مطابق نئے نئے فوائد حاصل کرنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا عربی دیوان جو زیادہ تر سید عالم ﷺ کی مدح میں کہے ہوئے اور کچھ صحابہ کرام اولیائے عظام اور علمائے امت کے منقبتیہ اشعار پر مشتمل ہے، اس کی ترتیب و تدوین اور اس پر تحقیق و تدقیق کے سلسلے میں ہر طرح کی رہنمائی، تعاون اور امداد فراہم کرتا ہے۔

ایک اہم قابل ذکر بات یہ ہے کہ علامہ اقبال بھی ان کے مداح اور ان کی شخصیت سے نہایت متاثر نظر آتے ہیں اور یہ بات

★ (استاذ کرسی بکلیۃ الآداب من جامعۃ عین شمس، قاہرہ)

تو مشہور و معروف ہے کہ علامہ اقبال ایک اسلامی اور اصلاحی مزاج رکھتے تھے بلکہ (دونوں شخصیتوں کے مطالعہ کے بعد) ایسا محسوس ہوتا ہے کہ علامہ بھی امام احمد رضا کی "تحریک تجدید و احیائے دین" کے سفر میں ان کے ساتھ ساتھ ان کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ دونوں کی فکر میں نہ صرف ہم آہنگی پائی جاتی ہے بلکہ دونوں نے اپنے افکار و خیالات کی تکمیل میں ایک دوسرے سے استفادہ کرتے دکھائی دیتے ہیں اور علامہ اقبال نے متاثر ہو کر دین اسلام اور علوم اسلامی سے شناسائی حاصل کی اور جدید خطوط پر اقامت دین اور نشر علم کے لئے اپنے افکار پیش کئے۔

مولانا احمد رضا خاں کی تصانیف کا بنظر غائر اور بسکون قلب مطالعہ ہمیں اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ ان میں ایسے مقدمات اور اصول ہیں جو علوم اسلامی کے مطالعہ کنندگان اور اس کا درس دینے والوں سے اب تک مخفی رہے ہیں، اس کی وجہ یہ کہ آپ بذات خود ایک مجتہد ایک مجدد اور امام تھے۔

علوم اسلامی کے مطالعہ کا ذوق اور تحقیقی مزاج رکھنے والوں کو چاہیے کہ ان کی تحریرات کا مختلف زاویوں سے مطالعہ کریں تاکہ انکا مطالعہ وسیع اور نتیجہ خیز اور تحقیق مکمل اور ثمر بار ہو سکے۔

اسی حوالے سے ایک بات رہ گئی جس کا اظہار یہاں نہایت اہم ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگ امام موصوف کے خلاف دشمن کی طرح کھڑے ہو جاتے ہیں، حالانکہ حق یہ ہے کہ آپ حقیقتہً مجتہد تھے، آپ نے کبھی بھی کسی مسئلہ میں افراط و تفریط سے کام نہیں لیا اور نہ غلط موقف پر گامزن ہوئے ایسے مخالفین و معاندین حضرات کے بارے میں زیادہ راجح اور غالب گمان یہ ہے کہ یا تو یہ جان بوجھ کر (شرارتاً) اعتراض کرتے ہیں یا انہوں نے آپ کی تحریرات کو سطحی نظر سے دیکھا، عمیق نگاہوں سے اس کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس لئے ان لوگوں نے امام صاحب کے متعلق ایسی باتیں کہیں جو نامناسب تھیں۔ اگر یہ حضرات اپنے موقف پر نظر ثانی کریں (اور ٹھنڈے دل سے غیر جانبدار ہو کر امام احمد رضا کا مطالعہ کریں) تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ انہوں نے اپنے فیصلوں میں جلد بازی سے کام لیا تھا۔ ان کے لئے مناسب یہی تھا کہ ان کے علمی شہ پارے اطمینان و سکون کے ساتھ مطالعہ کرتے نہ یہ کہ (جلدبازی میں) ان کی شخصیت پر ایسی الزام تراشیاں کریں جن سے وہ بری ہیں۔

حقیقت الامر یہ ہے کہ جو لوگ مولانا احمد رضا خاں کے موقف کی مخالفت کر رہے ہیں وہ دراصل اکابر علماء اسلام کے بھی مخالف ہیں جیسا کہ یہ لوگ (سلوک و طریقت) تصوف کے بھی خلاف ہیں اور ہمارا یہ قول کہ "تصوف تقوی کا بلند ترین مقام ہے" نہ صرف حق ہے بلکہ یہی حق ہے اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

(یہ دیکھا گیا ہے کہ) جب بھی جامعۃ الازھر الشریف میں امام احمد رضا خاں (جیسی عظیم اسلامی شخصیت) کے علمی مآثر کے حوالے سے تحقیق و تصنیف کا عمل شروع کرنے کی بات ہوتی ہے تو تعجب خیز امر یہ ہے کہ اس وسیع و عریض اسلامی درس گاہ میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو امام صاحب کی تصانیف و تالیفات اور احوال پر مبنی حقائق ایک جامع رسالے میں شامل کرنے سے گریز کرتے ہیں اور اس موضوع پر محض بحث و مباحثہ اور تبادلۂ خیال میں وقت گزار دیتے ہیں۔ (ہم تبادلۂ خیال کے مخالف نہیں لیکن عملاً بھی اس موضوع پر کچھ ہونا چاہیے) لیکن ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ اس بحث و تمحیث اور تبادلۂ خیال سے یقیناً ایک روز حق واضح ہو جائیگا یہی وجہ ہے کہ ہم اعتراض کرنے والوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ آئیں اور امام صاحب کے ورثۃ العلمی کا نظارہ کریں اور ان کی تصنیفات اور تالیفات کا اجتہادی غور فکر کے ساتھ جائزہ لیں (تو آپ خود ہی حقائق کو جان لیں گے اور اپنے گذشتہ نظریات سے رجوع کر لیں گے)

*****

فروغ اہلسنت کیلئے

# امام احمد رضا کا دس نکاتی پلان

: سید عتیق الرحمٰن بخاری ★

جلیل القدر صحابی قیس عبد الرشید کی نسل اور افغان پٹھانوں کے بہادر قبیلہ بڑیچ کے خانوادہ میں ۱۸۵۶ء سے ۱۹۲۱ء تک عالم رنگ وبو، امام احمد رضا کے علمی و روحانی اور سائنسی نظریاتی مہک سے جگمگا اٹھا۔ سورۃ والضحیٰ کی چند آیات کی تفسیر کرنے بیٹھے تو 600 صفحات لکھ ڈالے۔ کتب احادیث بشمول بخاری و مسلم پر اپنے تحقیقی زاویہ فکر سے دقیق حواشی لکھے۔ فقہ پر ان کا جامع انسائیکلو پیڈیا "فتاویٰ رضویہ" جنوبی افریقہ کی گورنمنٹ میں قانونی مآخذ کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ جامعۃ الازہر مصر میں ایم فل کا مقالہ "الامام احمد رضا واثرہ والفقہ الحنفی ۱۹۹۷ء اس فتاویٰ کی عظمت کی مزید توثیق کرتا ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کے موسس معروف دانشور حکیم سعید دہلوی مرحوم اس فتاویٰ کے بعض مقامات کا مطالعہ کرنے کے بعد امام احمد رضا کی طبی بصیرت پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔ عالمی شہرت یافتہ پاکستانی غوری مزائل کے خالق اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان امام احمد رضا کے بعض سائنسی افکار کا مطالعہ کر کے آپ کے سائنسی اور فکری خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد مالک (ماہر امراض دماغی و نفسیات ڈیرہ غازی خان) نے امام احمد رضا کے کئی جدید سائنسی پہلوؤں پر تحقیقی مقالات تحریر کر کے ماہرین کیلئے نئی راہوں کو کھول دیا ہے۔ برصغیر کے عظیم ریاضی دان اور علی گڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاالدین بھی Mathematics کے بعض پیچیدہ مسائل کا حل امام احمد رضا کے پاس پاتے ہیں۔ خانہ کعبہ کے امام (مفتی عبداللہ میر داد ۱۹۰۵ء) امام احمد رضا کی علمی وجاہت سے متاثر ہو کر دست بیعت کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ عرب دانشوروں نے امام احمد رضا کی علمی اور روحانی خدمات کو صرف تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ ان پر تحقیق کے کئی زاویے کھول دیئے۔ جامعۃ الازہر میں ممتاز سدیدی صاحب ایم۔ فل کا مقالہ "الشیخ احمد رضا شاعراً عربیاً ۱۹۹۹ء۔ پروفیسر ڈاکٹر شیخ حازم (جامعہ الازہر) کی کتاب "الامام محمد احمد رضا خاں والعالم العربی"۔ امام احمد رضا کے معروف سلام کو پروفیسر حازم کا عربی نثر جبکہ ڈاکٹر مجیب مصری کا عربی شاعری میں ڈھال کر مصر ہی سے "المنظومۃ السلامیہ" کے عنوان سے شائع کرنا۔ ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس کا آرٹیکل "مصباح ھندی بلسان عربی" یہ سب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی عرب میں مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔ امام احمد رضا تصوف کے 14 سلسلوں میں بیعت کیا کرتے تھے اگرچہ ان پر قادری رنگ غالب تھا۔ پروفیسر حازم المحفوظ المصری کا آرٹیکل "شیخ مشائخ التصوف الاسلامی واعظم شعر المدیح النبوی" امام احمد رضا کی روحانی دنیا کا اعتراف ہے۔ شعر و سخن میں عربی دیوان "بساتین الغفران" فارسی کلام "ارمغان رضا" اور اردو میں "حدائق

★ (بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد)

بخشش ''ان کے کمال فن کی عکاسی کرتے ہیں۔

## مشائخ عظام و علماء کرام کی خدمت میں

جب امام احمد رضا کو اصحاب علم و دانش اور ارباب فکر و نظر نے تاریخ اسلام کا اتنا بڑا ابیر و قرار دیا ہر فن کے ماہرین نے اپنے اپنے Field میں ان کے افکار و نظریات کو زبردست اہمیت دی تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج تک ہم امام احمد رضا کی ''ہدایۃ النحو'' کی عربی شرح کو جو انہوں نے دوران تدریس (8-سال کی عمر میں) لکھی تھی 135 سال گزرنے کے باوجود طبع نہ کرا سکے۔ آج تک ہم درس نظامی میں شامل کتب بشمول صحاح ستہ پر لکھے گئے دقیق حواشی اور لطیف تعلیمات کو منظر عام پر نہ لا سکے۔ 80 برس گزرنے کے باوجود اب تک ہم امام احمد رضا کے مکمل علمی ورثے کو پریس تک منتقل نہ کر سکے۔ کالجز، یونیورسٹیوں کی لائبریریاں تو درکنار، خانقاہوں اور مدارس میں بھی ان کے ''فتاویٰ'' کی مہک نہیں پائی جاتی! ہمارے مدارس کا معیار آئے روز کیوں گرتا جارہا ہے؟ نشر و اشاعت کے شعبے اور تحقیق تنقیح کے مراکز نہ ہونے کے برابر ہیں آخر کیوں؟ ان سوالوں کا حل آج سے ایک صدی قبل سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اپنے روحانی تصرف اور مومنانہ فراست سے پیش کیا تھا۔ آج بھی اگر ہم امام صاحب کے اس 10 نکاتی فارمولے پر عمل کریں جسکا ایک ایک لفظ الہامی محسوس ہوتا ہے تو یقیناً ہم کامیابی کی طرف گامزن ہو سکتے ہیں۔ بلا ایجنڈا سنی کانفرنس ہو ں یا رسول اللہ ریلیاں جب تک مثبت زاویہ فکر اپنا کر اس فارمولے پر عملی اقدامات نہیں کئے جاتے اس وقت تک ترقی Progress محال ہے۔

## فروغ اہل سنت کیلئے امام اہل سنت کا دس نکاتی پروگرام

1- عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

2- طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

3- مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔

4- طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

5- ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً ووعظاً و مناظرۃً اشاعت دین و مذہب کریں۔

6- حمایت مذہب و رد بدمذہبان میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دیکر تصنیف کرائے جائیں۔

7- تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

8- شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں آپ سرکوبی اعداء کیلئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

9- جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کرکے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

10- آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں جو وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت وبلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔ حدیث کا ارشاد ہے کہ ''آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق ﷺ کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد نمبر ۱۲، صفحہ نمبر ۱۳۳)
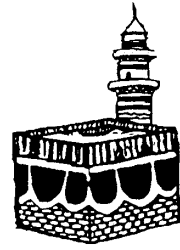
تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

﴿ پہلی قسط ﴾

ام القریٰ مکہ مکرمہ، جہاں بیت اللہ و مسجد الحرام، میزاب رحمت، مقام ابراہیم جبل صفا و مروہ، جبل ابو قبیس، چاہ زم زم، غار حرا و غار ثور واقع ہیں۔ اسی شہر مقدس میں خاتم النبین سید المرسلین، حبیب رب العالمین سیدنا و مولانا محمد بن عبد اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی، یہیں پر آپ مبعوث فرمائے گئے اور بنی آدم کو اسلامی عقائد پر مطلع فرمایا، یہیں سے سفر معراج کا آغاز ہوا، اور اسی شہر مقدس کے پتھر آپ ﷺ کو سلام پیش کیا کرتے تھے۔ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲ھ---۱۳۴۰ھ / ۱۸۵۶ء---۱۹۲۱ء) دوبار اس شہر بلد الحرام میں حاضر ہوئے پہلی بات ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء اور دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں۔ چودھویں صدی ہجری میں مکہ مکرمہ کن حکومتوں کے دور سے گزرا، اس دوران وہاں مذہبی تعلیم کے کون سے ذرائع رائج رہے، اہل مکہ مکرمہ کن معتقدات و افکار پر عمل پیرا ہیں، ذیل کی سطور میں اس کا سرسری جائزہ پیش ہے۔

اس بلد اللہ الحرام میں چند خاندان ایسے آباد ہیں جن میں نسل در نسل علماء و مشائخ نے جنم لیا اور ان سے پورا عالم اسلام فیض یاب ہوتا رہا۔ چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں مکہ مکرمہ پر بالترتیب تین خاندانوں عثمانی، ھاشمی اور سعودی کی حکمرانی رہی اس دوران وہاں پر جو خاندان علم و فضل کے اعتبار سے عروج پر رہے ان میں مرداد، عجیمی، خوقیر، ریس، کتبی، شطا، عبد الشکور بیت المال، زواوی، کمال، مالکی، بن حمید، صدیق، فقیہ، مفتی، کردی، حریری، جمل اللیل، تقی، جی، بسیونی، قلعی، دحلان، حبشی، بابصیل (۱) غمری اور دھان خاندانوں کے نام اہم ہیں (۲)۔

## عثمانی عہد:

ترکی کے عثمانی خاندان نے ۹۲۳ھ---۱۳۳۵ھ / ۱۵۱۷ء---۱۹۱۶ء تک مکہ مکرمہ سمیت پورے حجاز مقدس پر تقریباً چار صدیوں تک حکمرانی کی اس دوران وہاں پر فروغ تعلیم کے چار ذرائع رائج تھے۔ اولاً مسجد الحرام میں حکومت کی طرف سے علماء کرام کے حلقات دروس قائم تھے دوسرا اہل خیر کے تعاون سے شہر کے مختلف محلوں میں دینی مدارس روبہ عمل تھے تیسرا اکابر علماء کرام کے گھر مدارس کی صورت اختیار کئے ہوئے تھے اور چوتھا ذریعہ تعلیم کتاب کا تھا۔

عثمانی دور کی مسجد الحرام میں درس و تدریس کا سلسلہ پورے عروج پر تھا جس کے نتیجہ میں لاتعداد علماء تیار ہوئے اور انہوں نے خدمت اسلام میں اہم مقام پایا۔ ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء میں حکومت کی طرف سے مشاہرہ پر مسجد الحرام کے مدرسین کے چھ درجے مقرر تھے۔ ان میں درجہ اول کے بارہ درجہ دوم کے چھ، درجہ سوم کے اٹھائیس، درجہ چہارم و پنجم

★ (ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

کے چار چار اور اڑ تالیس نائب مدرسین تھے اس طرح مذاہب اربعہ سے تعلق رکھنے والے کل ایک سو دو علماء کرام مسجد الحرام کے اندر مقرر کردہ مقامات پر مختلف اسلامی علوم میں تعلیم دینے میں مصروف تھے(۳)۔ ان حلقات دروس میں فقہ وغیرہ دینی علوم کے علاوہ نحو، صرف، فلک، منطق پڑھائی جاتی اور بعض اوقات ان حلقات کی تعداد ایک سو بیس تک پہنچ جاتی جس سے مسجد میں دن رات طالبان علم کا ازدحام دیکھنے میں آتا(۴)۔ عمر عبدالجبار مکی (۱۳۲۰ھ---۱۳۹۱ھ) جنہوں نے مسجد الحرام میں متعدد علماء کے دروس میں شرکت کی بعد ازاں ان کا خلاصہ اپنی کتاب میں درج کیا آپ لکھتے ہیں کہ مسجد الحرام کے مدرسین حکومت سے تنخواہ پاتے، طلباء اور اہل خیر سے صدقہ وزکوٰۃ یا کسی بھی قسم کی مالی مدد کی طلب سے بے نیاز ہو کر فی سبیل اللہ تعلیم دیتے رہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ان علماء نے جب وفات پائی تو اپنے ترکہ میں اچھی یاد کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا۔(۵)

تعلیم مکمل کرنے کے بعد اعلیٰ ترین سند کے لئے امتحان کا مرحلہ آتا جس کے لئے حکومت کی طرف سے علماء کرام کا ایک بورڈ مقرر کیا جاتا(۶) جو فارغ التحصیل علماء سے توحید، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع، منطق، حرف، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث اور تفسیر کے علوم وفنون میں امتحان لیتا اور کامیابی حاصل کرنے والے علماء کرام کو سند دی جاتی جس پر گورنر مکہ، مذاہب اربعہ کے مفتی اور اکابر علماء کی مہریں لگی ہوتیں۔ ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۴ء یہ سند گورنر مکہ مکرمہ حسین بن علی ھاشمی (۱۲۷۰ھ---۱۳۵۰ھ / ۱۸۵۴ء---۱۹۳۱ء) اور (۷) چیف جسٹس مکہ شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۶ھ---۱۳۶۸ھ / ۱۸۷۸ء---۱۹۴۹ء) کے علاوہ مسجد الحرام سے وابستہ دیگر اکابر علماء کرام کے دستخطوں سے مزین ہوتی تھی(۸)۔ یہی شیخ عبداللہ سراج بعد ازاں اردن کے وزیر اعظم رہے اور آپ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علم غیب رسول اللہ ﷺ پر مشہور تالیف "الدولۃ المکیۃ" پر تقریظ لکھی جو مطبوع ہے(۹)۔ غرض حکومت کی طرف سے جاری کردہ اس سند کی بڑی اہمیت تھی۔ مسجد الحرام میں علماء کرام سے متعلق تمام مناصب یعنی شیخ العلماء، چاروں مذاہب حنفی مالکی شافعی حنبلی کے لئے ایک ایک مفتی، شیخ الخطباء والائمہ، چاروں مذاہب کے لئے ائمہ، خطیب، مدرس، نائب مدرس اور نائب امام پر تعیناتی کے لئے یہ سند بنیاد تھی۔ حسین بن عبداللہ باسلامہ مکی (۱۲۹۹ھ---۱۳۵۹ھ) اپنی تصنیف "تاریخ عمارۃ المسجد الحرام" میں لکھتے ہیں کہ اس دور کی مسجد الحرام میں پچاس خطباء اور ایک سو بیس ائمہ کی بیک وقت موجودگی کے شواہد محکمہ اوقاف کے ریکارڈ سے ملتے ہیں(۱۰)۔ اس دوران مسجد الحرام سے وابستہ اہم علماء کرام کے مناصب اور مسلک اہل سنت کی تائید میں ان کی تحریروں کا مختصر تعارف یہ ہے:

☆علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، مدرس، مفتی شافعیہ (۱۲۳۲ھ---۱۳۰۴ھ / ۱۸۱۷ء---۱۸۸۶ء)۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں نیز عالم اسلام کے لاتعداد اکابر علماء ومشائخ نے آپ سے استفادہ کیا اور آپ "شیخ الاسلام" کہلائے۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی، زبدۃ الفضلاء مولانا غلام حسین چکوالوی (۱۲۳۶ھ---۱۳۰۵ھ / ۱۸۲۱ء---۱۸۸۸ء) جیسے اکابر علماء نے آپ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ علامہ دحلان کی ایک اہم تصنیف "الدرر السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ" ۱۲۰۰ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔(۱۱)

☆علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، خطیب، شیخ الخطباء والائمہ (م ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء)،

آپ نے فاضل بریلوی کو اپنے گھر مدعو کیا اور جمیع علوم اسلامیہ میں سند اجازت عطا کی۔ بعد ازاں فاضل بریلوی نے مناسک حج و زیارت سے متعلق آپ کی ایک تصنیف کی شرح لکھی(۱۲)۔

☆ شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ، امام، خطیب، مفتی احناف، مدرس (۱۲۴۹ھ --- ۱۳۱۴ھ / ۱۸۳۳ء --- ۱۸۹۶ء)، آپ نے اسلامی عقائد و احکامات پر چار ضخیم جلدوں پر مشتمل مجموعہ فتاویٰ "ضوع السراج علیٰ جواب المحتاج" یادگار چھوڑا۔ فاضل بریلوی نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔(۱۳)

☆ علامہ سید ابو بکر بن سالم البار مکی، مدرس (۱۳۰۱ھ --- ۱۳۸۴ھ / ۱۸۸۳ء --- ۱۹۶۴ء)، فقیہ، تصوف کے سلسلہ علویہ کے اہم پیر طریقت، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۱۴)

☆ علامہ سید ابو بکر شطا شافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (م ۱۳۱۰ھ)، صوفیاء کرام کی تعلیمات پر کتاب "ھدایۃ الاذکیاء الی طریقۃ الاولیاء" تالیف کی۔(۱۵)

☆ شیخ احمد ابو الخیر مرداد مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، امام، خطیب، مدرس شیخ الخطباء والائمہ (۱۲۵۹ھ --- ۱۳۳۵ھ / ۱۸۴۳ء --- ۱۹۱۶ء)، الدولۃ المکیۃ اور حسام الحرمین پر تقریظ قلم بند کی، آپ کی خواہش پر فاضل بریلوی نے الدولۃ المکیۃ میں بعض مباحث کا اضافہ کیا۔(۱۶)

☆ شیخ احمد حضراوی منصوری مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۵۲ھ --- ۱۳۲۷ھ / ۱۸۳۶ء --- ۱۹۰۹ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ، آپ نے فضائل مدینہ منورہ اور زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ پر کتاب "نفحات الرضی والقبول فی فضائل المدینۃ وزیارۃ الرسول" تالیف کی۔(۱۷)

☆ قاری شیخ احمد بن عبداللہ مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۳۰۹ھ --- ۱۳۵۹ھ / ۱۸۹۱ء --- ۱۹۴۰ء)، آپ کے والد ماجد مکہ مکرمہ میں شیخ القراء تھے۔ آپ کا پورا گھرانہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل تھا۔ حضرت گولڑوی نے شیخ احمد مکی کو علم عقلیہ و نقلیہ اور دیگر اوراد و اذکار میں سند اجازت عطا فرمائی۔(۱۹)

☆ شیخ احمد ناضرین مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۹۹ھ --- ۱۳۷۰ھ / ۱۸۸۱ء --- ۱۹۵۰ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۰)

## حوالے و حواشی


(۱) اعلام الحجاز فی القرآن الرابع للہجرۃ، محمد علی مغربی طبع دوم ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء، مطابع دار البلاد جدہ، ج ۲ ص ۳۶۔

(۲) الحرکۃ الادبیۃ فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ڈاکٹر بکری شیخ امین، طبع چہارم ۱۹۸۵ء دار العلم للملایین بیروت لبنان، ص ۱۴۷

(۳) نشر الدرر فی تذلیل نظم الدرر فی تراجم علماء مکہ من القرن الثالث عشر الی الرابع عشر، شیخ عبداللہ غازی مہاجر مکی، مخطوط، ضمیمہ ص ۱-۵

(۴) الحرکۃ الادبیۃ، ص ۱۴۲

(۵) سیر و تراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للہجرۃ، عمر عبد الجبار مکی، طبع سوم ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۲ء مکتبہ تھامۃ جدۃ، ص ۲۰۔

(۶) اعلام الحجاز، طبع دوم ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء مطابع دار العلم جدہ ج ۱ ص ۵۲۔

(۷) حسن بن علی ھاشمی جو بعد ازاں حجاز میں مملکت ھاشمیہ کے بانی ہوئے ان کے حالات ملاحظہ ہوں:
"الاعلام، خیر الدین زرکلی، طبع دہم ۱۹۹۲ء
دار العلم للملایین بیروت ج ۲ ص ۲۴۹-۲۵۰

(۸) الدلیل المشیر، علامہ سید ابو بکر بن احمد حبشی مکی، طبع اول ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء مکتبہ المکیۃ مکہ مکرمہ، ص ۳۹۹، تجلیات مہر انور، علامہ شاہ حسین گردیزی، طبع اول ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء مکتبہ مہریہ گولڑا شریف اسلام آباد، ص ۲۳۰۔

(۹) شیخ عبداللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: نشر الدرر ص ۴۷ - ۴۸، اعلام الحجاز طبع اول

۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء مطابع المدنی قاہرہ مصر ج ۳ ص ۳۴۷-۳۹۳، سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی ص ۱۷۱---۱۸۱۔

(۱۰) اعلام الحجاز، ج ۲ ص ۳۶-۳۷، نشر الدرر ضمیمہ ص ۵-۹۔

(۱۱) علامہ سید احمد زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر ان کے شاگرد علامہ سید بکری شطا مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۶ھ-۱۳۱۰ھ / ۱۸۴۹ء-۱۸۹۲ء) نے کتاب "نفحۃ الرحمٰن فی بعض مناقب السید احمد بن زینی دحلان" لکھی۔

مزید حالات کے لئے: رجال من مکۃ المکرمۃ، زہیر محمد جمیل کتبی مکی طبع اول ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء مطابع دار الفنون جدہ، ج ۲ ص ۱۸۸-۱۹۶، فہرس الفہارس والاثبات، علامہ سید عبدالحئی کتانی مراکشی، طبع دوم ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۲ء دار الغرب الاسلامی بیروت ج ۱ ص ۳۹۰-۳۹۲، العلام ج ۱ ص ۱۲۹، نظم الدرر ص ۱۵۹-۱۶۰، ماہنامہ العرب، الریاض شمارہ مئی ۱۹۷۱ء ص ۸۶۴-۸۶۸، سالنامہ معارف رضا، کراچی شمارہ ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء ص ۱۷۷-۱۷۸۔

(۱۲) علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: الشجرۃ الزکیہ فی الانساب وزیر آل بیت النبوۃ، بریگیڈیر سید یوسف جمل اللیل، طبع اول ۱۴۱۲ھ مطبع دار الحارثی طائف، المختصر من کتاب نشر النور والزہر فی تراجم افاضل مکۃ من القرن العاشر الی القرن الرابع عشر، شیخ عبداللہ ابو الخیر مرداد، طبع دوم ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء عالم المعرفۃ جدہ، ص ۱۷۷، نظم الدرر ص ۱۷۳، معارف رضا شمارہ ۱۹۹۸ء ص ۱۸۲-۱۸۹۔

(۱۳) شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ملاحظہ ہوں: اعلام الحجاز ج ۱ ص ۳۹۳-۳۹۳، مختصر نشر النور ص ۲۴۳-۲۴۴، نظم الدرر ص ۱۸۳-۱۸۴، معارف رضا ۱۹۹۸ء ص ۱۶۵-۱۸۱۔

(۱۴) علامہ سید ابو بکر البار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے اھل الحجاز بعبقھم التاریخی، حسن عبدالحئی قزاز مکی، طبع اول ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء، مطابع المدینۃ جدۃ، ص ۲۶۸-۲۷۰، تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازۃ والسماع، شیخ محمود سعید ممدوح، سن تصنیف ۱۴۰۳ھ، طبع اول، دار الشباب للطباعۃ قاہرہ، ص ۳۱-۳۲، الدلیل المشیر ص ۲۱-۲۵، سیر و تراجم ص ۲۱-۲۵، نشر الدرر ص ۲۴، معارف رضا ۱۹۹۹ء ص ۲۰۰-۲۰۲۔

(۱۵) علامہ سید ابو بکر شطار رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر آپ کے شاگرد شیخ عبدالحمید قدس رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۳۴ھ) نے کتاب "کنز العطاء فی ترجمۃ العلامۃ السید بکری شطا" ۱۳۰۳ھ میں لکھی جو مصر سے شائع ہوئی۔ نیز دیکھئے: نظم الدرر فی اختصار نشر النور والزہر فی تراجم افاضل مکۃ، شیخ عبداللہ غازی مکی، مخطوط ص ۱۶۹-الاعلام ج ۴ ص ۲۱۴، سیر و تراجم ص ۸۰-۸۱، مختصر نشر النور ص ۱۴۳-۱۴۵۔

(۱۶) شیخ احمد ابو الخیر مرداد رحمۃ اللہ کے حالات کیلئے دیکھئے سیر و تراجم ص ۶۰-۶۱، مختصر نشر النور ص ۳۲، نشر الدرر ص ۲۰، نظر الدرر ص ۱۶۴---۱۶۵۔

(۱۷) شیخ احمد حضراوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام الحجاز ج ۳ ص ۳۷-۲۰۳، الاعلام ج ۱ ص ۲۴۹، فہرس الفہارس ج ۱ ص ۳۴۷-۳۴۸، سیر و تراجم ص ۵۷-۵۸، مختصر نشر النور ص ۸۴-۸۵، نظم الدرر ص ۱۶۶-۱۶۷، ماہنامہ العرب شعبان ۱۳۸۷ھ ص ۱۱۲-۱۱۳ نیز رمضان ۱۳۸۷ھ ص ۲۰۰-۲۰۲، سالنامہ معارف رضا شمارہ ۱۹۹۹ء ص ۲۰۳-۲۱۵۔

(۱۸) مولانا احمد بن ضیاء الدین مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کیلئے دیکھئے، مختصر نشر والنور، ص ۸۰-۸۱، نظم الدرر ص-۱۶۳۔

(۱۹) مولانا قاری احمد بن عبداللہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: آپ کی تصنیف "مجلۃ الاحکام الشرعیۃ" طبع اول ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء مطبوعہ جدہ کے ابتدائی ۵۷ صفحات پر ڈاکٹر عبدالوہاب ابراہیم ابو سلیمان مکی و ڈاکٹر ابراہیم احمد علی مکی کا تحریر کردہ مقدمہ، نیز اعلام الحجاز ج ۲ ص ۶-۱۶، اھل الحجاز بعبقھم التاریخی ص ۲۶۴-۲۶۶، سیر و تراجم ص ۴۴-۴۶، تجلیات مہر انور ص ۲۳۰-۲۳۶ و دیگر صفحات۔

(۲۰) شیخ احمد ناضرین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز ص ۲۵۵-۲۵۷، تشنیف الاسماع ص ۵۹-۶۰ الدلیل المشیر ص ۴۷-۵۱، سیر و تراجم ص ۴۷-۵۰، نشر الدرر ص ۲۴۔ (باقی آئندہ)

❀❀❀❀❀

# طلبِ صادق کبھی خالی نہیں جاتی

مرتبہ : اقبال احمد اختر القادری

ایک صاحب، پیر کامل کی تلاش میں تھے---- بہت تلاش کیا، بہت کوشش کی مگر ناکام رہے ---- پیر کامل نہ مل سکا----

طلب صادق تھی، اسی لئے ہمت نہ ہاری ---- کوشش کرتے رہے، بے شک طلب صادق کے لئے کوشش کرنے والوں کو رب کائنات ضرور نواز تا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے----

والذین جا ھد و افینا لنھد ینھم سبلنا

(سورۃ العنکبوت - ۶۹)

"اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے"----

ان کی طلب صادق تھی مگر جب مسلسل کوشش کے باوجود کوئی نہ ملا تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کی کہ باری تعالیٰ تیری عزت کی قسم، آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کر لوں گا---- صبح کو بیدار ہوئے اور نماز پڑھنے کی غرض سے چلے---- سب سے پہلے راستے میں ایک چور ملا جو چوری کر کے جارہا تھا---- انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ حضرت مجھ سے بیعت لیجئے ---- چور حیران و پریشان ہوا کہ میں چور ہو کر اس سے بیعت لوں---- بہت انکار کیا مگر وہ نہ مانے، آخر کار چور نے مجبوراً راز کھول دیا کہ میں تو چور ہوں اور یہ دیکھئے میرے ہاتھ میں یہ چوری کا سامان بھی ہے جو میں فلاں جگہ سے چرا کر آرہا ہوں، بولے---- میرا تو اپنے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے قبل جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا---- دونوں میں گفتگو و تکرار ہو رہی تھی کہ اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے اور اس چور سے بیعت لے کر اسے مراتب عالیہ عطا کئے، ولایت عطا کی اور پھر انہوں نے اس سے بیعت لی---- (الملفوظ، ۷، ۳۶)

بے شک طلب صادق کبھی خالی نہیں جاتی---- دنیا میں ہم جن چیزوں کو طلب کرتے ہیں وہ دو قسم کی ہیں، ایک وہ کہ جنہیں ہم طلب کریں اور وہ بھاگیں، دوسری وہ جو اپنی جگہ پر ہی رہیں، کہیں بھاگ کر نہ جائیں اور نہ ہی آپ کی طرف آئیں---- بے شک سچ فرمایا کہ جو میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف ایک گز آتا ہوں او جو میری طرف دو گز آتا ہے، اس کی طرف چار گز آتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ آتا ہے میں اس کی طرف لپک کر آتا ہوں اور جو میری طرف لپک کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں ---- بے شک اگر طلب صادق ہو تو کبھی خالی نہیں جاتی----

حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ (م ۱۱۶۴ھ) خانقاہ شریف، مارہرہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مختلف خانقاہوں میں گھومتا اور مجاہدے و ریاضتیں کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ اتنے برسوں سے طلب میں پھرتا ہوں مگر کہیں مقصود حاصل نہ ہوا---- آپ نے اسے ایک کمرہ میں ٹھرایا کہ ایک دن یہاں رہو--- ایک خادم کو معمور فرمایا اور حکم دیا کہ اسے مچھلی کھلاؤ مگر پانی کا ایک قطرہ نہ دیا جائے اور کھانے کے بعد فوراً کمرہ باہر سے بند کر دیا جائے---- خادم نے مچھلی کھلائی، جب کھا چکے تو

فوراً دوازہ بند کر کے تالا لگادیا، اب وہ شخص اندر چلاتا رہا کہ مجھے پانی دو، پانی دو، مگر کسی نے نہ سنی---- صبح کو حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی قدس سرہ نماز کے لئے تشریف لائے تو خادم سے فرمایا کمرہ کا دروازہ کھول دو---- خادم نے جیسے ہی دروازہ کھولا وہ شخص دروازہ کھلتے ہی پانی کی طرف دوڑا اور جس قدر پیا گیا، خوب پانی پیا، کسی کو نہیں دیکھا---- نماز فجر کے بعد حضرت سید شاہ آل محمد علیہ الرحمہ تشریف لائے اور فرمایا میاں خیریت ہے!---- عرض کیا حضور خیریت کہاں، رات کو تو خادموں نے مار ہی ڈالا تھا کہ مجھے ایسی گرمی میں اول تو مچھلی کھانے کو دی اور اوپر سے ستم یہ کہ ایک قطرہ پانی کا نہ دیا اور پھر پیاسا ہی حجرہ میں بند کر دیا---- حضرت نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ رات کیسی گذری!---- عرض کیا کہ جب تک جاگتا رہا، پانی ہی کا خیال رہا اور جب سویا تو سوائے پانی کے اور کچھ نہ دیکھا----

حضرت سید شاہ آل محمد مارہروی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میاں طلب صادق اسی کا نام ہے---- کیا تم نے کبھی ایسی طلب بھی کی تھی جس کی، شکایت کرتے تھے!،---- وہ شخص مجاہدایت کئے ہوئے تھا، اس کا قلب صاف تھا فوراً نفس کے دھوکے کو سمجھ گیا اور مقصود حاصل کر لیا---- (ایضاً ۳۶۸)

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے نام لینے والوں کو تنہا نہیں چھوڑتا، بشرطیکہ اس کی طلب صادق ہو----

حضرت سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بہروپئے نے صوفی بن کر دھوکا دے دیا، آپ نے حسب وعدہ انعام دینا چاہا تو اس بہروپئے نے کہا کہ خدا کا جھوٹا نام لینے سے تو تم جیسا بادشاہ از خود میرے پاس حاضر ہوا، اگر سچا نام لوں گا تو کیوں نہ مجھ پر رحم فرمائے گا----

ایک صاحب صالحین میں سے تھے، نماز با جماعت کے سخت پابند تھے---- ضعیف العمری میں بھی مسجد کی حاضری نہ چھوڑی، ایک شب عشاء کی حاضری میں گر پڑے، چوٹ آئی---- بعد از نماز بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ الٰہی اب میں بہت ضعیف ہو گیا ہوں، بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں، مجھے آزاد فرما---- ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اٹھے تو مجنوں تھے----

بیشک طلب صادق کبھی خالی نہیں جاتی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کی گلی سے گذر رہے تھے، آپ نے ایک جوان کو دیکھا جو کپڑے کی نیچے شراب کی بوتل چھپائے چلا آرہا تھا قریب آنے پر آپ نے پوچھا اے نوجوان، اس بوتل میں کیا لئے جارہا ہے----؟

نوجوان بہت شرمندہ ہوا کہ میں کیسے کہوں کہ اس بوتل میں شراب ہے، اس نے دل ہی دل میں صدق دل سے دعا مانگی، الٰہی مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے روبرو شرمندگی اور رسوائی سے بچالے، میرے عیب کو ڈھانپ لے، میں پھر کبھی شراب نہیں پیوں گا---- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا بوتل میں کیا لئے جارہا ہے، اس جوان نے جواب دیا، امیر المومنین یہ سرکہ ہے سرکہ،---- آپ نے فرمایا مجھے دکھاؤ تو سہی، چنانچہ جب آپ نے دیکھا تو وہ سرکہ ہی تھا---- (مکاشفۃ القلوب)

بے شک طلب صادق کبھی خالی نہیں جاتی----

جو لوگ گناہ کر لینے کے بعد صدق دل سے اللہ کی طرف رجوع کریں تو اللہ تعالیٰ نہ صرف معاف فرمادیتا ہے بلکہ برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل فرمادیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے----

فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (الفرقان۔۷۰)

"تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا"

مرتبہ: ڈاکٹر مجید اللہ قادری

# کلیاتِ شمس

## ''مثنوی آفتاب افکار رضا''

از: حضرت علامہ شمس بریلوی

### چوتھی قسط

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی (م ۱۹۲۱ء) قدس سرہ العزیز نے خود اپنی زندگی میں اپنے تمام فتاویٰ کو حضور نبی کریم ﷺ کی تاریخ پیدائش کی نسبت سے ۱۲ جلدوں میں تقسیم فرمایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس تمام فضل کو اپنے آقا و مولیٰ حضور ﷺ کی عطا قرار دیتے ہوئے اس مجموعہ فتاویٰ کا نام رکھا:

''العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ''

امام احمد رضا نے فتاویٰ رضویہ کی جلدوں کی اشاعت کے موقع پر ''خطبۃ الکتاب'' کے عنوان سے ایک مبسوط خطبہ عربی میں لکھا جو بلا شبہ فصاحت و بلاغت کا ایک غیر معمولی شاہکار ہے۔ خطبہ اگرچہ بہت زیادہ طویل نہیں مگر دلکش اشارات، روشن تلمیحات، خوبصورت استعارات اور خوشنما تشبیہات کے ساتھ آپ نے علم و عرفان کے سمندروں کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ قاعدہ کے مطابق پہلے حمد باری تعالیٰ بیان فرمائی ہے پھر تعریف رسول مقبول ﷺ میں رطب اللسان ہوئے ہیں اور آخر میں مناقب اہل اللہ قلمبند فرمائی ہیں آپ کو انفرادی اعزاز خطبہ لکھنے میں یہ بھی حاصل ہے کہ تمام تر حمد و ثنا اور نعت و منقبت کے لئے آپ نے فقہا کرام کے نام والقاب اور ان کی تحریر کردہ کتب کے اسماء سے خطبہ مکمل فرمایا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ حمد کے غنچے بھی چٹک رہے ہیں، نعت کے پھول بھی کھل رہے ہیں اور منقبت کے گجرے بھی بن رہے ہیں اور تمام تر پابندیوں کے باوجود خطبے کی سلاست و روانی میں ذرّہ بھر بھی فرق نہیں آیا۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے پورے خطبہ میں حمد و نعت و منقبت کے لئے ۹۰ر اسمائے کتب و اسمائے فقہا استعمال کئے ہیں اور حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی نے اپنی ''مثنوی آفتاب افکار رضا'' میں ۹۰ نظمیں بعنوان حمد، نعت اور منقبت لکھی ہیں۔ آپ کی ہر نظم میں کم و بیش ۲۰، ۲۵ر اشعار ہیں اور ہر نظم کے لئے اس کتاب یا مصنف کے نام کو عنوان بنایا ہے اور اس کے تحت وہ نظم مکمل کی ہے اس لحاظ سے حضرت علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمہ نے بہت ہی قیود کے ساتھ ایک نظم مکمل کی ہے جبکہ مثنوی کی بحر بھی چھوٹی ہے مگر یہ آپ کا شاعری میں تبحر علمی ہے کہ ان تمام قیود کے باوجود ۹۰ر نظمیں عنوان کے تحت قلمبند فرمائی ہیں جو یقیناً شاعری کی دنیا میں ایک اچھوتا کارنامہ ہوگا میں سمجھتا ہوں کہ شاعری کی دنیا میں آپ کے استاد الاساتذہ ہونے کے لئے یہ ہی دلیل کافی ہے آپ یقیناً شاعری کی دنیا میں ایک استاد کے مقام پر فائز تھے۔ علامہ شمس بریلوی نے خطبہ لکتاب کی روشنی میں ۱۶ حمد، ۶۰ نعتیں اور ۱۴ منقبتیں تحریر فرمائی ہیں۔ اس قسط میں صرف فتاویٰ رضویہ کے خطبہ سے متعلق آپ کے افکار ملاحظہ کئے جا سکیں گے۔ اس نظم میں علامہ صاحب نے خطبہ کا تعارف اس کی انفرادیت، ندرت، اور بلاغت کو اشعار میں سمویا ہے اب ملاحظہ کیجئے ''خطبہ الکتاب'' پر علامہ شمس بریلوی کا منظوم تبصرہ۔

← ← ← ← ←

ہے رضا کا یہ فتاویٰ بھی عجیب          اور خطبہ اس کا ہے کارِ غریب

فارسی ، تازی و اردو کے ادیب          ان زبانوں کے مشاہیر لبیب

گرچہ گزرے ہیں ہزاروں باکمال          آج بھی مفقود ہے جن کی مثال

جب کسی موضوع پر ان کا قلم          کرتا ہے افکارِ عالی کو رقم

خطبہ لکھا ہے پئے توضیح حال          اپنی انشأ کا دکھایا ہے کمال

ہر مصنف کا رہا ہے یہ شعار          اور سمجھا اس کو وجہ افتخار

حمد سے کرتا ہے اس کی ابتدأ          اور اس کے بعد نعتِ مصطفےٰ

پھر وجہ تصنیف کرتا ہے بیاں          اور محرکات کرتا ہے عیاں

اس کا خطبہ اس کی انشأ کا جمال          ہے یقیناً مراۃِ فضل و کمال

ہوتے ہیں خطبے عموماً بہ قصیر          طرزِ انشا سے یہ بنتے ہیں عسیر

خطبہ ہوتا ہے فتاوٰی پر ضرور          تاکہ ظاہر ہو مصنف کا شعور

کم مگر کی ہے توجہ اس طرف          سب کو خطبے کا نہیں حاصل شرف

مثلاً دیکھیں فتاویٰ خانیہ          ہندیہ کے حاشیہ پر ہے چھپا

اس میں خطبہ دیکھئے مفقود ہے          ہندیہ میں مگر یہ موجود ہے

اب رضا کا یہ فتاویٰ دیکھئے          سیر انعام رسالت کیجئے

اس کے خطبے کی نرالی شان ہے          حسن انشا کی تو گویا جان ہے

ان کا یہ خطبہ ہے طغرائے کمال          جس سے ظاہر ہے تبحر کا جمال

اس کی حمد و نعت میں ہے توریہ          صفتِ ایہام کو اپنا لیا

حمد کے جتنے ہیں الفاظ حسین          فقہہ حنفی کے ہیں دلکش نگیں

نعت میں بھی بس یہ ہی انداز ہے          ان کے علم و فضل کا اعجاز ہے

حمد میں نعت میں رنگ فقہ          اس طرح پیدا نہ کوئی کر سکا

جو مرکب بھی جہاں مسطور ہے          واں کتاب فقہ اک مشہور ہے

توریہ کا رخ پہ ہوتا ہے نقاب          جب اٹھائیں تو زباں پر ہے کتاب

الغرض خطبہ ہے اک کار جزیل          ان کے علم و فضل کی ہے اک دلیل

فکر ندرت کار نے مائل کیا    شرح خطبے کا تہیہ کرلیا
پیش کرتا ہوں گرامیٔ قارئین    خطبۂ نادر کی اب شرح مبین
جو کلمۂ حمد ہیں یا نعت ہیں    یا بطور منقبت وہ لائے ہیں
وہ ہی موضوع ایک مرا بن گیا    ہوگیا مرکز وہی افکار کا
یعنی مبنی لفظ بس وہی بنا    مری فکر حمد کا یا نعت کا
حمد میں اور نعت میں یہ ہے لزوم    ہو حقائق کا وہاں گرچہ ہجوم
فکر کا مرکز وہی اک لفظ ہو    حمد میں نعت میں آیا ہے جو
حمد کے اور نعت کے الفاظ سب    توریہ ہیں سب یہ اسمائے کتب
فقہیہ حنفی کے سب ہیں شاہکار    ان میں ہر ایک ہے نہایت باوقار
چار ہیں ایسی کتابیں قارئین    فقہ حنفی میں جو شامل نہیں
شافعی مذہب سے یہ تسویہ ہیں    اور چاروں ہی کتابیں خوب ہیں
حبذّا ہیں حمد باری کے لئے    سولھا موضوع گرامی مل گئے
نعت میں بھی بس یہی صورت رہی    ساٹھ سے زائد ہیں عنوان یہی
ساٹھ نعتیں پہلے میں نے لکھیں    سب بعنوان رحمۃ للعالمین
توریہ کا بھی اٹھایا ہے نقاب    سامنے لایا ہوں فقہ کی کتاب
کام اجمالی تعارف سے لیا    ذکر احوالِ ضروری بھی کیا
حمد کا اور نعت کا موضوع بنا    خطبے میں شامل جہاں جو لفظ تھا
حمد و نعت و منقبت میں ہو گئے    پیش رخ دونوں شعور و فکر سے
پہلے حمدونعت کا حاصل شرف    کر لیا ، پھر دیکھا فقہ کی طرف
لفظ پہلے حمد کا موضوع بنا    یا بنا موضوع نعت مصطفیٰ
پھر نقاب توریہ الٹا گیا    فقہ کی دنیا کو پھر دیکھا گیا
اختتام شرح تک یہ کیا التزام    ہے بحمد اللہ یہ ہی سارا اہتمام
شرح خطبہ پیش ہے اب قارئین    اس کی نسبت کچھ اور کہنا نہیں

(باقی آئندہ)

# امام احمد رضا غیر مسلموں کی نظر میں

از : ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی ★

امام احمد رضا لاریب "برکتہ الزماں" ہیں۔ آج مشرق و مغرب میں امام احمد رضا کے نام اور کام کی دھوم مچی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی حیات سے لے کر اب تک حرمین شریفین، دیگر اسلامی شہروں اور دنیا کے مختلف ملکوں کے علماء، مشائخ، قلمکاروں، دانش وروں، پروفیسروں، شاعروں، صحافیوں، حکومت کے ذمہ داروں، سیاست دانوں اور مشاہیر زمانہ نے ان کی شخصیت، علم و فضل اور کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے جس میں اپنے بھی ہیں اور بیگانے بھی یعنی ان کے مخالفین بھی ہیں اور کچھ غیر مسلمین بھی۔ زیر نظر سطور میں چند معروف غیر مسلم مشاہیر کے تاثرات پیش کیئے جاتے ہیں :۔

## مدیر ہفت روزہ "بھجن" پٹنہ

"مجھے رام چندر کی قسم کہ گزشتہ دنوں مدرسہ دیوبند میں، میں نے دیوبندی حضرات کے مخالف فریق کے رہنما مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی نعتیہ شاعری پر حدائق بخشش نامی کتاب دیکھی تو حیران و ششدرہ گیا یہ دیوبندی حضرات مولانا احمد رضا خاں کو کافر کہتے ہیں اور اسے گالیاں دیتے ہیں مگر اس کے برعکس مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کا ایک ایک شعر علم و ادب کا مرقع ہے اور حدائق بخشش ایک گنجینہ حق ہے کہ جسے اہل ادب اگر اپنا اثاثۂ حیات سمجھیں تو بجا ہے" (ہفت روزہ بھجن پٹنہ ص : ۷ شمارہ ۷ انومبر ۱۹۱۸ء)

## رام بابو سکسینہ، مورّخ

"مولوی احمد رضا خاں کے بعض رسائل بھی جو بہت پرجوش لہجے میں لکھے گئے تھے اسی وقت نکلے اور ایک جنگ جو جماعت جدوہ قائم کی گئی جس کے اجلاس کلکتہ میں ہوئے تھے"
(تاریخ ادب اردو حصہ نثر ص : ۶۹)

## کالی داس گپتا رضا، ممبئی۔ ناقد و محقق

اسلامی دنیا میں ان کے مقام بلند سے قطع نظر ان کی شاعری بھی اس درجہ کی ہے کہ انہیں ۱۹ویں، ۲۰ویں صدی کے اساتذہ میں برابر کا مقام دیا جائے" (سہو سراغ، ص : ۱۸۸)

## مالک رام محقق

"جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے"۔ (نذر عرشی، مطبوعہ دہلی ص : ۱۳)

## مسٹر نرسمہا راؤ، سابق وزیر اعظم ہند

مسٹر نرسمہا راؤ ۱۹۹۵ء میں بریلی آئے، سرکٹ

★ (الرضا اسلامک اکیڈمی، بریلی، انڈیا)

ہاؤس بریلی میں اعلیٰ حضرت کانفرنس میں انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی مطبوعہ اور قلمی کتب و رسائل کا معائنہ کیا اور دسیوں علماء وسیکڑوں معززین کی موجودگی میں امام احمد رضا کے بارے میں کہا :۔

"اعلیٰ حضرت صاحب مہمان صوفی سنت (عظیم صوفی وولی) تھے اور بہت بڑے عالم دین ہونے کے علاوہ سائنس اور دوسرے گیان وگیان (علم و سائنس) کے بھی مانے ہوئے اسکالر تھے۔ وہ بھارت کی شان ہیں"

## مسز الکاشرما

۳۱، دسمبر ۱۹۹۵ء کو ہندوستان کی منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ (وزارت اطلاعات ونشریات) نے "اعلیٰ حضرت یادگاری ڈاک ٹکٹ" جاری کیا۔ رسم اجراء کانپور میں ہوا۔ پوسٹ اور ٹیلی گراف کے محکمہ نے ایک بروشر بھی شائع کیا جس میں شری متی الکاشرما نے امام احمد رضا قدس سرہ، کو اس طرح سراہا :

"مولانا احمد رضا خاں ایک انسائیکلو پیڈیائی شخصیت تھے جن کے علم کا دائرہ حیرت انگیز طور سے وسیع تھا جس کے تحت قدیم و جدید علوم کی کئی برانچیں شامل تھیں۔ قرآن کریم کے مشہور ترجمہ کے علاوہ حدیث، فقہ تصوف اور دیگر اسلامی علوم کے سبھی پہلوؤں ہیئت، ریاضی، منطق، شاعری، لسانیات اور کیمیا وغیرہ کا بھی مطالعہ کیا تھا۔

وہ ایک شاعر تھے جنہوں نے اپنے خاص طرز جسے نعت کہا جاتا ہے، کے حسن و تقدیس کو اپنے پیغمبر کی توصیف کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس جذبہ نے ان کی شاعری کو امر کر دیا"۔ (ہندی وانگریزی سے ترجمہ)

## مسٹر اروڑا، صدر شعبہ تاریخ رو ہلکھنڈ یونیورسٹی بریلی

مسٹر اروڑا ۱۹۹۴ء اور ۱۹۹۵ء کے درمیان کچھ ماہ کیلئے عارضی طور سے روہلکھنڈ یونیورسٹی کے وائس چانسلر بنا دیئے گئے تھے جس دن راقم کا پی۔ ایچ۔ ڈی کا وائیوا ہوا اور راقم ڈاکٹر لکھنے کا مجاز ہو گیا تو خود مسٹر اروڑا نے راقم کے نگراں پروفیسر وسیم بریلوی اور ممتحن ڈاکٹر اختر بستوی مرحوم صدر شعبہ اردو گورکھپور، یونیورسٹی گورکھپور کی موجودگی میں راقم کو اعلیٰ حضرت کی شاعری پر پی ایچ ڈی کرنے پر مبارکباد دی اور کہا :

"یہ ہماری یونیورسٹی کے لئے بڑے گورو (فخر) کی بات ہے کہ یہاں سے اسلامک ورلڈ کے سب سے بڑے عالم اور اپنی اسلامی صدی کے ریوائیور (مجدد) اعلیٰ حضرت صاحب پر پہلی پی ایچ ڈی کا آپ کو شرف حاصل ہوا وہ بہت بڑے شاعر تو تھے ہی، بہت بڑے فلاسفر، سائنس کے ماہر اور میتھمیٹیشین (ریاضی داں) بھی تھے"۔

## مسٹر مرلی دھر تیواری

سابق وائس چانسلر روہلکھنڈ یونیورسٹی بریلی

آپ ۱۹۹۴ء میں خانقاہ واصلیہ بریلی میں منعقدہ "نوری سیمینار و کانفرنس" میں شریک ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت سیدنا ابو الحسین احمد نوری مارہروی علیہ الرحمہ پر گفتگو کرتے ہوئے امام احمد رضا کی طرف بات کا رخ موڑا اور ان کے بارے میں اسطرح تذکرہ کیا :۔

"بریلی میں اعلیٰ حضرت جیسی شخصیت نے جنم لے کر پوری دنیا میں بریلی کو مشہور کر دیا۔ حال ہی میں، میں جرمنی سے لوٹا ہوں۔ وہاں کے مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ

میں بریلی سے آیا ہوں تو انہوں نے مجھ سے اعلیٰ حضرت کے بارے میں پوچھا اور ان کے وبریلی کے حوالے سے میری بڑی عزت کی اور بہت محبت سے پیش آئے۔ اعلیٰ حضرت صاحب اسلامی دنیا کی بھی شان ہیں اور بھارت کی بھی شان ہیں۔ چونکہ میں سائنس کا آدمی ہوں اور جب میں نے اعلیٰ حضرت کے سائنسی نظریوں اور اصولوں کو دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا کہ ایک مولانا کو یہ سب علم کہاں سے آگئے میں اسے اعلیٰ حضرت صاحب کی کرامت ہی سمجھتا ہوں"۔

## ڈاکٹر نرمل بریلی

ہندوستانی مسلمانوں کا نظام حیات باہر کے مسلمانوں کے بیچ فخر اور عزت کا سبب بنے اس کے لئے مولانا احمد رضا خاں ہزار سے اوپر کتابیں لکھیں۔ ساری دنیا کے مسلم قانون کے ماہرین آج بھی مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی لکھی قانون کی کتابوں کا لوہا مانتے ہیں۔ عالموں کی علمیت اور ایک صوفی سنت کی پاکیزگی کے ساتھ مغربی تہذیب کو چیلنج دینے کی قابلیت کی وجہ سے مولانا احمد رضا خاں اپنے پیش رو اور معاصر عظیم شخصیات سے کہیں آگے نکل جاتے ہیں۔

صاحب نعت صد علوم و فنون
تجھ کو ہم سب کے بے شمار سلام

(ہندی سے اردو ترجمہ) اعلیٰ حضرت و حضور مفتی اعظم ہند پر تیجے اور جیون درشن ص: ۱۸)

## ڈاکٹر جان بلّیان، لیڈن یونیورسٹی لیڈن (ہالینڈ)

ڈاکٹر جے، ایم، ایس بلیان (شعبۂ علوم اسلامیہ) لیڈن یونیورسٹی کو ۱۹۷۲ء کے بعد ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ، نے امام احمد رضا قدس سرہ کی طرف متوجہ کیا۔ جب ڈاکٹر بلیان نے فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیا تو بہت متاثر ہوئے اور اس طرح تاثرات پیش کئے۔

"احمد رضا خاں اپنے فتوؤں میں دلائل و شواہد پیش کرتے وقت جس وسعت مطالعہ کا اظہار فرماتے ہیں، میں اس سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں"۔

(مکتوب بنام ڈاکٹر محمد مسعود احمد مورخہ ۲۱، نومبر ۱۹۸۱ء)

ڈاکٹر صاحب موصوف کو ایک دوسرے خط میں ڈاکٹر بلیان لکھتے ہیں:

"فقہیات پر احمد رضا خاں کی وسعت علم سے میں بہت ہی متاثر ہوا ہوں بالعموم ان کے خیالات بہت متوازن ہوتے ہیں اور ایک اجنبی قاری کے لئے بھی معقول ہوتے ہیں"۔

(مکتوب بنام ڈاکٹر محمد مسعود احمد مورخہ ۱۱، جون ۱۹۸۷ء)

ڈاکٹر بلیان نے ۲۰ ویں صدی کے مجموعہ ہائے فتاویٰ کی روشنی میں ایک تحقیقی مقالہ لکھا تھا جس کا عنوان ہے۔ "برصغیر کے مسلمانوں کی عائلی زندگی میں عورت کا مقام"۔

اس مقالے میں ڈاکٹر بلیان نے امام احمد رضا کے "فتاویٰ رضویہ" کے کافی حوالے دئے ہیں۔ انہوں نے اپنے دیگر مقالات میں بھی امام احمد رضا کے فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ افریقہ اور دوسری تصانیف کے حوالے دئے ہیں (امام احمد رضا اور عالمی جامعات از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، ص: ۵۷)

## ڈاکٹر بابرا-ڈی-مٹکاف کیلیفورنیا یونیورسٹی، برکلے (امریکہ)

ڈاکٹر باربرا۔ ڈی۔ مٹکاف کیلی فورنیا یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ سے متعلق ہیں ۱۹۷۲ء میں انہوں نے ہندوستانی علماء اور مذہبی قیادت کے تعلق سے انگریزی میں ایک کتاب بعنوان "ہندوستان میں مذہبی قیادت" (Relegious

Leader Ship in india) لکھی تھی۔

زیر نظر کتاب کے ایک باب میں مصنفہ نے امام احمد رضا کا ذکر کیا ہے البتہ بقول ماہر رضویات باربرا نے بعض مقامات پر تحقیقی غلطیاں بھی کی ہیں۔ اس کتاب میں باربرا نے امام احمد رضا اور سر ضیاء الدین وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی ملاقات اور سر ضیاء الدین کے ریاضی کے لاینحل مسئلہ کا امام احمد رضا کے ذریعہ فرمائے گئے حل، سر ضیاء الدین کا سفر جرمنی ملتوی کرنا نیز ریاضی میں امام احمد رضا کی مہارت کا بھی ذکر ہے۔

ایک مقام پر لکھتی ہیں:

"وہ خلوت کو پسند کیا کرتے تھے اور جب وہ باہر آتے تھے تو لوگ ان کو ہاتھ لگانے کے لئے لپکتے تھے، کوئی انکا ہاتھ چومتا تھا، کوئی پیر ---- احمد رضا نے ایک سرپرست کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کیا۔ انکا کردار اہل دیوبند کے کردار سے مختلف رہا۔"

(انگریزی سے ترجمہ۔ بحوالہ امام احمد رضا اور عالمی جامعات از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص: ۴۹)

## ڈاکٹر مسزاوشا سانیال کولمبیا یونیورسٹی، نیویارک، امریکہ

ڈاکٹر اوشا سانیال بھارتی ہندو خاتون ہیں جو امریکی شہری ہیں ۱۹۸۵ء میں مندرجہ ذیل عنوان کے تحت کولمبیا یونیورسٹی (امریکہ) سے تحقیق شروع کی۔ A History of the Barelvi movement in British India 1900 A.D----1947 A.D--- یعنی "برطانوی ہندوستان (۱۹۰۰ء تا ۱۹۴۷ء) میں بریلوی تحریک کی تاریخ"

۱۹۹۰ء میں اوشا سانیال کی تحقیق مکمل ہوئی اور انہیں کولمبیا یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی۔

(بحوالہ امام احمد رضا اور عالمی جامعات ص: ۵۰ از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

ڈاکٹر اوشا سانیال کا پی۔ایچ۔ڈی مقالہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس دہلی (بھارت) نے مندرجہ ذیل عنوان سے شائع کردیا ہے:۔ "Devotional Islam & Politics Ahmad Raza Khan Barelvi & his movement 1870.1920"-

یعنی: "دین دارانہ اسلام اور سیاست"---احمد رضا خاں بریلوی اور (۱۸۷۰ء تا ۱۹۲۰ء) ان کی تحریک"۔

زیر نظر مقالہ نو ابواب پر مشتمل ہے۔

ظاہر ہے اوشا سانیال اگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے متاثر نہ ہوتیں تو ان پر پی ایچ ڈی کیوں کرتیں؟

بہر کیف امام احمد رضا کو انہوں نے کیا سمجھا اس کے لئے تو پورا مقالہ جو ۳۶۵ صفحات پر مشتمل ہے پڑھنا ہوگا۔

زیر نظر مقالہ سے صرف ایک جگہ سے امام احمد رضا کی بابت ان کا اظہار خیال پیش کیا جارہا ہے:

"احمد رضا کی نعتیں ان کے محبت نبوی کے نرم و حسین سرمستی کے پہلوؤں کی جھلک پیش کرتی ہیں"۔

(انگریزی سے ترجمہ اوشا سانیال کا پی-ایچ-ڈی مقالہ ص: ۱۳۰)

## ڈاکٹر ڈبلیو ٹرال برگھم یونیورسٹی (برطانیہ)

"امام احمد رضا خاں اور انڈو مسلم بریلوی مکتب فکر ایک ایسا موضوع ہے جس سے مجھے دلچسپی رہی ہے حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس مقام کی زیارت کی ہے جہاں احمد رضا خاں مدفون ہیں جو آج بھی اس مکتب فکر کا ایک مرکز ہے۔ احمد رضا خاں کی مذہبی شاعری پر تحقیق کو مرکوز کیا جائے۔ (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد: امام احمد رضا اور عالمی جامعات ص: ۶۵)

(دوسری قسط)

# سفر نامۂ قاھرہ

تحریر: سید وجاہت رسول قادری

اس میٹنگ میں بحث وتمحیث کے بعد یہ طے پایا کہ ایک دو رکنی وفد جس میں یہ فقیر (عفی عنہ) اور حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری حفظہ اللہ تعالیٰ شامل ہوں قاھرہ بھیجا جائے جو وہاں کے علماء و مشائخ اہل سنت سے اور جامعہ ازھر شریف اور دیگر جامعات کے فاضل اساتذہ کرام سے ملاقاتیں کرے اور اس بات کا جائزہ لے کہ مندرجہ ذیل مقاصد کس طرح حاصل کئے جاسکتے ہیں: اس موقع پر فقیر نے یہ تجویز پیش کی کہ اس احقر کے بجائے عزیزی پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو وفد میں شامل کیا جائے کیونکہ فقیر کی طبیعت ابھی پوری طرح سے بحال نہیں ہوئی ہے اور یہ کہ پروفیسر موصوف بحمد اللہ جوان اور صحتمند ہیں، لیکن ناچیز کی اس تجویز کو خود پروفیسر صاحب نے اور دیگر موجود حضرات نے مسترد کردیا اور اس امر پر اصرار کیا کہ فقیر، اہل سنت کے بہترین مفاد کے پیش نظر قاھرہ ضرور جائے احباب اور بزرگوں کے خلوص اور "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" کے ایک خادم کی حیثیت سے جو ذمہ داریاں احقر پر عائد ہوئی ہیں ان کے احساس نے سفر قاھرہ کیلئے رخت سفر باندھنے پر مجبور کردیا۔ اس مبارک سفر کے درج ذیل مقاصد تھے۔

۱...... وہاں کے علماء و مشائخ سے ملاقات کرنا، ان کے علمی و تحقیقی ذوق مسلکی ماحول اور ان کی تصانیف و تالیفات سے استفادہ کی کیا صورتیں ہوسکتی ہیں اس کا جائزہ لینا۔ برصغیر پاک و ھند کے اکابر علماء کی تحقیقات اور تصانیف سے دنیائے عرب کو متعارف کرانے کیلئے ہمیں کن اقدامات کی ضرورت پڑے گی اس کا جائزہ لینا۔

۲...... علماء مصر خصوصاً علماء الازھر الشریف سے رابطہ کرکے ماضی قریب اور حال کے پاک و ھند کے علماء اہل سنت کا خصوصاً امام الاکبر المجدد شیخ احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور دینی اور علمی خدمات کا اجتماعی تعارف پیش کرنا اور ایسے انتظامات کا جائزہ لینا کہ مستقل بنیادوں پر دوطرفہ وفود کے تبادلے وقفہ وقفہ سے ممکن ہوسکیں۔

۳...... شیخ الازھر کا منصب ہمیشہ سے عالم اسلام کے لئے ایک قابل احترام بلند وبالا اور مستند مقام کا حامل رہا ہے لہذا کسی بھی فرد، اسلامی درسگاہ اور اسلامی تحقیقی و تصنیفی ادارے کیلئے ان کی سرپرستی یا ان کی نظر التفات مسلمانان عالم کیلئے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ موجودہ شیخ الازھر، شیخ الاکبر دکتور سید محمد طنطاوی حفظہ اللہ تعالیٰ سے وفد کی صورت میں ملاقات کی جائے اور انکی توجہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء اہل سنت کی علمی خدمات کی طرف مبذول کرائی جائے اور سالانہ امام احمد رضا کانفرنس میں بحیثیت مہمان خصوصی شرکت کی دعوت بھی دی جائے اس سلسلے میں قاھرہ میں رضویات کے ترجمان نوجوان مصری محقق السید محمد حازم المحفوظ، مدرس مساعد اللغۃ الاردیہ وآدابھا، جامعہ ازھر شریف سے مشوروں کے بعد ایک ایجنڈے کے تحت شیخ الازھر الدکتور السید محمد طنطاوی مدظلہ العالی سے ملاقات کی جائے

۴...... اس بات کا جائزہ لینا کے پاکستان کی اسلامی جامعات، مدارس کے مقابلہ میں جامعہ ازھر کے اعلیٰ اسلامی تعلیم کے معیار اور نصاب میں کیا فرق ہے پاکستان کے اسلامی مدارس کے فارغ

التحصیل طلباء کے لئے جامعہ ازھر اور وہاں کی دیگر جامعات میں اعلیٰ اسلامی تعلیم کے حصول کی کیا شرائط ہیں اور یہ کہ پاکستانی طالب علم کو کن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے اور ان کے سدباب کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

۵......پاکستان کی اسلامی درسگاہوں میں درس و تدریس کیلئے خصوصاً عربی زبان و ادب، فقہ اسلامی، دورہ حدیث کیلئے جامعہ ازھر کے اساتذہ کرام کو مدعو کرنے کیلئے کیا طریقۂ کار ہے اور اس کے کیا اخراجات ہیں۔

۶......جامعہ ازھر اور قاھرہ کی دیگر جامعات میں مرکزی لائبریری یا شعبہ جاتی لائبریریوں کا نظام اور معیار کیسا ہے اور قاھرہ شہر میں علمی اور تحقیقاتی کاموں کیلئے کتنی لائبریریاں ہیں۔

۷......ان لائبریریوں میں برصغیر پاک و ھند سے تعلق رکھنے والے صاحب تصانیف علماء کرام کی حیات اور کارناموں پر اور خود ان کی لکھی ہوئی خصوصاً عربی تصانیف کی موجودگی کا کیا تناسب ہے؟ اور پھر اس سلسلے میں اہل سنت کے علماء و محققین کا کیا حصہ ہے؟

۸......ان لائبریریوں میں "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" (پاکستان) کی جانب سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء اہل سنت کی تصانیف کا عطیہ دینا۔

۹......امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان اور اہل سنت کے دیگر علماء و مشائخ خصوصاً صاحب تصنیف حضرات کا مصر، اس کی جامعات اور علماء و مشائخ میں کس قدر تعارف ہے اور ان حضرات پر تحقیقی اور تصنیفی کام کو آگے بڑھانے کیلئے جامعہ ازھر دیگر جامعات اور وہاں کے علماء و مشائخ کا ماحول کس قدر سازگار ہے۔

۱۰......مصر، خصوصاً قاھرہ میں نشر و اشاعت کا معیار کیا ہے خاص طور پر عربی کی کتب کی طباعت و اشاعت کا، اور مالی اعتبار سے پاکستان سے کس قدر فرق ہے۔ الثقافیہ للنشر (جنہوں نے سلام رضا کا منظوم عربی ترجمہ "السلامۃ المنظومیہ فی المدح خیر البریہ" مترجم دکتور حسین مجیب مصری شائع کیا ہے، اور ان جیسے دیگر اداروں کا معائنہ کرنا۔

۱۱......جامعہ ازھر شریف کے ایک سابق اور دو موجود اساتذہ کرام کو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی تصنیف و تالیف کا کام کرنے اور تحقیقی مقالات کی نگرانی کرنے کی گرانقدر خدمات کے سلسلے میں "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان" کی جانب سے گولڈ میڈل پیش کرنا اور اس سلسلے میں جامعہ ازھر شریف میں ایک مختصر "امام احمد رضا کانفرنس" کا اہتمام کرنا۔

۱۲......فاضل جلیل السید حازم محمد احمد المحفوظ محقق رضویات بالمصر، کی تحقیقی و تصنیفی کاوشوں اور اس ضمن میں ان کو پیش آنے والی مشکلات کا جائزہ لینا ان کے ممکنہ حل اور ان کے ساتھ تعاون کے مختلف طریقوں پر سیاق و سباق کے ساتھ غور کرنا۔

۱۳......محترم شیخ حازم صاحب اور وہاں کے دیگر احباب کے مشوروں سے اس امر کا جائزہ لینا کہ امام احمد رضا اور دیگر علماء اہل سنت کی عربی تصنیفات یا ان کی اردو کتب کے عربی تراجم اگر علماء ازھر شریف اور علماء مصر کی تقریظات کے ساتھ شائع ہو کر دنیائے عرب اور عالم اسلام کے اسکالرز علماء و دانشور، جامعات اور دیگر تحقیقی و تصنیفی اداروں نیز لائبریریوں تک پہنچائے جائیں تو ان کے کیا مثبت اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

۱۴......نوجوان محقق مولانا مشتاق احمد شاہ الازھری، استاد جامعہ غوثیہ بھیرہ شریف اور فاضل نوجوان مولانا ممتاز احمد سدیدی ابن حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری حفظہم اللہ تعالیٰ برصغیر پاک و ھند کے وہ اولین اسکالر ہیں جنہوں نے جامعہ ازھر شریف سے پہلی بار امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے حوالے سے (بالترتیب ان کی فقاہت پر ۱۹۹۶ء میں اور عربی شاعری پر ۱۹۹۹ء میں) ام فل کی سند، بسند ممتاز حاصل کی۔ اس دورے میں ان کے محترم اساتذہ کرام سے ملاقات کر کے ان کا شکریہ ادا کرنا تھا جنہوں نے ان دونوں حضرات کی بحیثیت مشرف (نگراں) استاذ اور ممتحن

تعلیم و تربیت اور رہنمائی کے فرائض انجام دیئے تھے۔

یہ تھے ہمارے مقاصد و احداف جن کے حصول کے لئے ہم نے سفر قاہرہ کا عزم کیا۔

۵ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو دن کے ۱۲ر حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب بذریعہ کراچی ایکسپریس لاہور سے محترم حاجی رفیق برکاتی صاحب کی دعوت پر تشریف لائے، فقیر حسب پروگرام ان کو کینٹ اسٹیشن سے لے کر دارالعلوم امجدیہ پہنچا، جہاں حضرت علامہ مفتی ظفر علی نعمانی صاحب، حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری، محترم حاجی رفیق برکاتی اور مولانا ابا قاسم حفظہم اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کے استقبال کیلئے پہلے ہی سے موجود تھے، حضرت علامہ قادری صاحب کے سامنے سفر قاہرہ کے اغراض و مقاصد کا ایک بار پھر اعادہ کیا گیا۔ محترم علامہ شرف قادری صاحب مدظلہ العالی نے باتیں سننے اور سمجھنے کے بعد فرمایا کہ اگر چہ علماء ازہر اور مصر سے رابطے کیلئے ہمارا پہلا سفر ہے، لیکن ان شاء اللہ و رسولہ ہمیں یقین ہے ہم رابطے کی بنیاد تلاش کرنے میں ضرور کامیاب رہیں گے اس لئے کہ مسلکاً وہاں کے علماء، اساتذہ اور عوام میں ۹۵ر فیصد اہل تصوف ہیں اور صحابۂ کرام اہل بیت و اولیاء امت سے خصوصی محبت کا اظہار کرتے اور متبدعین زمانہ خصوصاً بد مذہبوں و نجدیوں کا کھل کر رد کرتے ہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ ہمارے بعد رابطے کا یہ سفر جاری رہنا چاہیے۔ اہل سنت کے علماء خصوصاً صاحب تحقیق و تصنیف حضرات کا کوئی ایک وفد رابطے کی تجدید کے لئے ہر سال جاتے رہنا چاہیے اور کوشش کر کے علماء ازہر و مصر کو بھی اپنے ملک کے دینی اور تحقیقی و تصنیفی اداروں کے معائنہ اور علماء و مشائخ سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کیلئے بلاتے رہنا چاہیے ورنہ محنت رائیگاں جائے گی۔ بعد ضیافت چائے۔ علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب نے ہم دونوں کیلئے مشترکہ طور پر زاد راہ عطا فرمایا اور حاجی رفیق برکاتی صاحب نے کراچی قاہرہ کا مصری ایرلائن کا واپسی کا ٹکٹ اور کچھ تحفے، تحائف مرحمت فرمائے۔

دارالعلوم امجدیہ سے رخصت ہو کر ہم لوگ محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" کے معتمد عام محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری بھی تشریف لے آئے، محترم ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب زید مجدہ نے بعض مفید مشورے دیئے۔ وہاں سے فارغ ہو کر فقیر علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب کے ساتھ اپنے فلیٹ پر واپس آیا۔

دوسرے دن ۶ر ستمبر ۱۹۹۹ء کی مصر ایر لائن کی پونے دو بجے کی فلائٹ سے جانا تھا۔

صبح گیارہ بجے محبی حاجی عبداللطیف قادری صاحب اپنی ہائی روف لیکر آگئے جس پر ہمیں ایرپورٹ پہنچنا تھا ان کے ساتھ ساتھ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ۱۲ر بجے دوپہر تک ہم لوگ کراچی انٹرنیشنل ایرپورٹ پہنچ گئے، وہاں ہمیں پی آئی اے کے آپریٹنگ مینیجر جمیل احمد خاں صاحب مل گئے وہ لاؤنج کے اندر تک ہمیں رخصت کرنے آئے اور ہمارے سامان کو، جن میں زیادہ تر کتب تھیں وزن کروانے اور جہاز پر چڑھوانے میں بہت مدد کی ان کے بھائی محمد ظفر الحق صاحب پاکستان سفارتخانہ قاہرہ میں ملازم تھے ان کے لئے ایک سوٹ کیس ہمیں دیا۔ ٹھیک پونے دو بجے دن میں جہاز کراچی سے روانہ ہو کر ایک گھنٹہ کی پرواز کے بعد دوبئی کے ایرپورٹ پر اترا، تقریباً 1½ گھنٹے قیام کے بعد قاہرہ کے لئے روانہ ہوا اس دوران قاہرہ کے لئے مسافر سوار ہوئے لیکن ہم جیسے ٹرانزٹ مسافروں کو جہاز کے اندر سے اترنے نہیں دیا گیا۔

پاکستانی وقت کے مطابق ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے (رات) اور مصر کے وقت کے مطابق شام 6½ ہمارا جہاز قاہرہ ایئرپورٹ پر اتر گیا۔۔۔۔ (باقی آئندہ)

# سند

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله هادی القلوب وغافر الذنوب وساتر العیوب وکاشف الکروب افضل الصلاة واکمل السلام علی احب محبوب مصحح الحسنات مقیل العثرات شفیع الحوب وعلی اٰله وصحبه وابنه وحزبه عدد النور والستور والطلوع والغروب وبعد فان ربنا تبارک وتعالٰی هو الحی الذی لا یموت وکل شیئ سواه فلابد یومًا ان یفوت فسبحٰن الذی قهر عباده بالموت و تفرد بالدوام وکل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذی الجلال والاکرام۔ اری شمس عمری قد تدلت للغروب وآذنت بالرحیل وحسبنا الله ونعم الوکیل اساله متوسلا الیه بجاه حبیبه الاکرم وعترته وصحبه وغوثنا الاعظم صلی الله تعالٰی علی المصطفٰی علیه وسلم ان یختم لی بالحسنی علی السنة البیضاء والدین الاسنی فاطر السمٰوات والارض انت ولیی فی الدنیا والاٰخرة توفنی مسلما والحقنی بالصالحین رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا ترضٰه واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین والحمد لله رب العٰلمین وقد بقیت فی امر استخلاف واجلاس احمد علی مسند اسلافی اقدم رجلا واؤخر اخری علما منی بان الامر بالتثبت احری فانی احب سنة ابی بکر وعمر واستعیذ بالله من سنة کسری وقیصر فاستخرت ربی واستشرت ناسا صادقین فی حبی فاشاروا الی ما تری فی اخر هذه الحجة وتاید ذلک برؤیا رأیتها فی هذا الشهر الکریم ذی الحجة فما هو الا ان شرح الله لذلک صدری وارجو ان یکون فیه ان شاء الله رشد امری وحسبنا الله ونعم الوکیل وعلیه ثم علی رسوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم التعویل وقد کنت اجزت ولدی الاعز محمدن المعروف بالمولوی حامد رضا خان سلمه الرحمٰن عن طوارق الحدثان ونوازغ الشیطان وجعله خیر خلف لسلفه الصالحین ووفقه مدة عمره لحمایة الدین ونکایة المفسدین وانه ولی ذلک وخیر مالک والحمد لله رب العٰلمین بجمیع السلاسل والعلوم ومن اذکار والاشغال والاوراد والاعمال وسائر ما وصلت الی اجازته من مشائخی الاجلاء اولی الافضال وکان ذلک بامر شیخه نور الکاملین سلالة الواصلین سیدنا السید الشاه ابی الحسین احمد النوری میاں صاحب المارهری قدس سره النوری والاٰن متوکلا علی الرحمٰن جعلته ولی عهدی ووارث السجادة القادریة من بعدی واجلسته علی مسند اسلافی وولیته امر اوقافی واسال ربی وهو حسبی متضرعا الیه بهذا الحبیب الکریم علیه وعلی اٰله افضل الصلاة والتسلیم ثم بهذا الولی الاکرم سیدنا ومولٰنا الغوث الاعظم ان یرشده لما یحب ویرضاه دینا ودنیا صورة ومعنا ویجعله اهلا لذلک تولاه واخرته خیرا من اولاه اٰمین اٰمین یا مجیب السائلین اٰمین والحمد لله رب العٰلمین وصلی الله تعالٰی وبارک وسلم علی هذا الحبیب المرتجی والشفیع المجتبی واٰله وصحبه وابنه وحزبه صلوٰة تحل العقد وتحل المدد وتفرج الکرب وترفع الرتب وتشرح الصدور وتیسر الامور والحمد لله العزیز الغفور وکان ذلک یوم عرس سیدی وسندی ومولائی مرشدی وکنزی وذخری لیومی وغدی سیدنا السید الشاه اٰل رسول الاحمدی رضی الله تعالٰی عنه بالرضی السرمدی اٰمین اٰمین والحمد لله رب العٰلمین ۱۸ ذی الحجة

امام احمد رضا کی طرف سے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں کو دی گئی سند خلافت و سجادگی کا عکس (بشکریہ علامہ شرف قادری، لاہور)

﴿دوسری قسط﴾

از : اقبال احمد اختر القادری

اَمّن میاں نے صرف ایک ماہ کی مختصر سی مدت میں پورا قرآن پاک حفظ کر لیا جو کہ عام طور پر دو سے پانچ سال میں حفظ ہوتا ہے--- ہوا یوں کہ خط و کتابت میں بعض لوگ ان کے نام سے قبل حافظ بھی لکھ دیا کرتے تھے---ایک دن اَمّن میاں نے سوچا کہ لوگ ناواقفیت کی بنا پر مجھے "حافظ" لکھ دیتے ہیں حالانکہ میں اس منصب کا اہل نہیں مگر پھر بھی لوگ حافظ لکھ دیتے ہیں جو کہ غلط ہے اور میں کس کس کو منع کرتا پھروں گا کہ میں حافظ نہیں لہٰذا میرے نام کے ساتھ حافظ نہ لکھا جائے، کیوں نہ میں قرآن ہی حفظ کر لوں تاکہ لوگوں کی بات غلط ثابت نہ ہو---پھر جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو آپ نے ایک پارہ روزانہ یاد کرنا شروع کر دیا اور رات کو جب حافظ صاحب تراویح پڑھانے آتے تو آپ عشاء کا وضوء کرنے کے بعد سے جماعت کھڑی ہونے تک پورا سپارہ حافظ صاحب کو سنا دیتے اور یوں پورے رمضان المبارک کے ایک مہینے میں تمام قرآن پاک حفظ کر لیا---رمضان المبارک کے بعد کسی نے دریافت کیا تو کہا کہ الحمد للہ ہم نے پورا کلام پاک ترتیب کے ساتھ یاد کر لیا اور یہ اس لئے تاکہ بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ہو--- سبحان اللہ ---ایک مہینے میں قرآن پاک حفظ کرنا تو کیا بلکہ پڑھنا بھی مشکل ہے مگر اَمّن میاں نے ایک ماہ میں حفظ کر لیا، یہ یقیناً ان کے حافظے کی کرامت اور اللہ تعالیٰ کا ان پر بڑا انعام ہے---

ظاہری علم و فن سے سرفراز ہونے کے بعد روحانی تسکین کیلئے ہندوستان کے روحانی مرکز خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور اس زمانے کی عظیم روحانی شخصیت قطب زماں سید شاہ آل رسول قادری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں مرید ہوئے---چونکہ اَمّن میاں بچپن ہی سے دیندار اور متقی و پرہیزگار تھے، اور بزرگوں کی یہ شان ہے کہ وہ دل کے بھید اور آنے والے کے حال احوال کو ایک ہی نظر میں جان لیتے ہیں، چنانچہ جب اَمّن میاں حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اَمّن میاں کی پیشانی پر آثار سعادت بھانپ لئے اور اسی وقت اپنی روحانی خلافت واجازت سے نواز کر خوب فیضیاب فرمایا---

اب کیا تھا سارے ہندوستان میں اَمّن میاں کا چرچا ہونے لگا اور نہ صرف ہندوستان بلکہ اس کے ارد گرد کے علاقوں اور عرب میں بھی اَمّن میاں کے زہد و تقویٰ اور ظاہری و باطنی علم و فن کا چرچا ہونے لگا---لوگ دور دراز کے علاقوں سے آکر ان سے اپنی دنیاوی اور دینی مشکلات حل کراتے، چنانچہ اس زمانہ کے مشہور ریاضی داں اور ہندوستان میں مسلمانوں کی سب سے بڑی یونیورسٹی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی اور وائس چانسلر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد جو کہ علم ریاضی میں جرمنی سے ڈاکٹریٹ

(Ph.D) کر کے آئے تھے، کو جب ریاضی کے ایک مسئلہ میں مشکل پیش آئی تو وہ امّن میاں کے ہاں حاضر ہوئے اور اپنا سوال پیش کیا---سوال پیش کرتے ہی چند منٹوں میں امّن میاں نے جواب تحریر کر کے ڈاکٹر صاحب کو دیدیا، ڈاکٹر صاحب نے جب جواب دیکھا تو ان کی تسلی ہو گئی---وہ بہت حیران ہوئے کہ کافی کوشش کے باوجود جو سوال میں حل نہ کر سکا وہ امّن میاں نے فوراً ہی حل کر دیا انہوں نے امّن میاں کی ذہانت اور علمی وقار سے متاثر ہو کر یہ بھی کہا تھا کہ صحیح معنوں میں یہ ہستی نوبل پرائز کی مستحق ہے---اسی طرح اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل، پروفیسر حاکم علی جو کہ اپنے وقت کے سائنسدان بھی تھے وہ اپنی سائنسی مشکلات میں امّن میاں ہی سے رجوع کیا کرتے تھے اور اگر کبھی کوئی بات سمجھ نہ آتی تو یہ امّن میاں کے ہاں جا کر ان کی ہدایت کی روشنی میں اپنے سائنسی تجربات کرتے تھے---پتہ چلا کہ امّن میاں کو جدید سائنسی علوم میں بھی مہارت حاصل تھی--- ایک مرتبہ ۱۹۱۹ء میں امریکہ کے ایک سائنسدان پروفیسر البرٹ-ایف-پورٹا جو مشیگن یونیورسٹی (امریکہ) اور ٹیورن یونیورسٹی (اٹلی) سے وابستہ تھا، نے ایک پیشین گوئی کی کہ ۱۷، دسمبر ۱۹۱۹ء کو سورج کے سامنے کئی سیارے آجائیں گے جس سے دنیا کے بہت سے ممالک میں تباہی مچ جائے گی اور یہ تباہی اتنے بڑے پیمانے پر ہو گی کہ گویا قیامت کا سماں ہو گا---یہ خبر ہندوستان کے اخبار میں شائع ہوئی---اس ضمن میں اخبار کا تراشہ امّن میاں کو دے کر اس پر اظہار خیال کی درخواست کی گئی---امّن میاں نے اس کا رد کرتے ہوئے ایک مستقل رسالہ "معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین" تحریر کیا اور دعویٰ کیا کہ اس قسم کی کوئی تباہی نہیں ہو گی، چنانچہ جب ۱۷/ دسمبر ۱۹۱۹ء آیا تو دنیا امّن میاں کی خداداد صلاحیت پر حیران رہ گئی کہ جس کی پیشن گوئی کی گئی تھی اور دنیا پریشان اور خوفزدہ تھی وہ کچھ بھی نہ ہوا بلکہ امّن میاں کی بات درست اور سچی ثابت ہوئی---

امّن میاں نے بڑے مشہور معروف سائنس دان "نیوٹن" اور "آئن اسٹائن" کے نظریات حرکت زمین پر بھی تنقید کی اور ان کے رد میں مستقل رسالے تحریر کئے---امّن میاں کی جدید سائنسی علوم سے متعلق درج ذیل کتب بازار میں عام ملتی ہیں جبکہ بے شمار کتابیں ابھی تک شائع نہ ہو سکیں--

☆......فوز مبین در رد حرکت زمین

☆......نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان

☆......الکلمۃ الملہمہ

☆...... معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین

امّن میاں نے جدید بینکاری اور بلا سود بینکاری کے حوالے سے "کفل الفقیہ" نامی کتاب اس وقت تحریر کی جب بر صغیر میں بینکاری کا نام و نشان تک نہ تھا۔

امّن میاں ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد کے ساتھ زیارت حرمین شریفین کیلئے حاضر ہوئے جبکہ دوسری مرتبہ ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی دوسری بار حج کے دوران آپ حرم شریف کے صحن میں بیٹھے تھے کہ حضرت شیخ حسین بن صالح شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ عرب میں اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور بزرگ تھے، کی نظر آپ پر پڑی تو فوراً قریب آئے اور بے ساختہ پکار اٹھے :

"بے شک اس پیشانی میں، میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں"

پھر عرب علماء میں امّن میاں مشہور ہو گئے تو عرب علماء نے آپ سے ایک سوال بھی پوچھا اس کا جواب آپ نے عربی زبان میں ۴۰۰، صفحات کی ایک کتاب :

"الدولة المكيه بالمادة الغيبيه"

کی شکل میں انہیں پیش کیا تو سب دیکھ کر حیران رہ گئے مدینہ منورہ کے ایک بزرگ نے جب یہ جواب دیکھا تو اس کی تعریف و حمایت کی جو ۸/ صفحات پر عربی میں تحریر تھی اس میں انہوں نے لکھا کہ یہ شخص اس زمانے کا "مجدد" ہے--- (باقی آئندہ)

# کتبِ نـــو

## نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں

(سید محمد خالد قادری)

### ”ردفلسفۂ قدیمہ“

مصنف......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

باہتمام...... کے-ایم-زاھد

صفحات......۱۶۶(آفسٹ پیپر) ہدیہ......=/40 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، اسلام آباد 44/4-D ،اسٹریٹ 38، سیکٹر F-6/1، اسلام آباد، پاکستان

### ”محبت کی سوغات“ (نعت اور آداب نعت)

مرتبہ...... محمد محبوب الرسول قادری

صفحات......208 ہدیہ......=/92 روپیہ

ناشر......بزم انوار رضا 198/4، جوہر آباد ضلع خوشاب(41200)

### ”کلام رضا کے نئے تنقیدی زاویئے“ (دوم)

از......ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی

صفحات......32 ہدیہ......درج نہیں

ناشر......رضا اکیڈمی 26، کامبیکر اسٹریٹ ممبئی-انڈیا، 400003

### ”قائد اعظم کا مسلک“

(قائد اعظم محمد علی جناح کے مذہبی وروحانی پہلو پر منفرد کتاب)

تحریر و تحقیق......سید صابر حسین بخاری

تقدیمات......سترہ علماء ودانشور

صفحات......480 (آفسٹ پیپر پکی بائنڈنگ ہدیہ......160 روپیہ

ناشر......بزم رضویہ، 14/37 داتا نگر بادامی باغ، لاہور (54000)

### ”انوار امام اعظم“

ترتیب...... مولانا محمد منشاء تابش قصوری

صفحات......80 ہدیہ......=/5 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......رضا اکیڈمی، محبوب روڈ چاہ میراں، لاہور

### ”پردہ کیا ہے؟“

تحریر...... مولانا محمد انور علی نظامی

تقدیم...... مفتی شریف الحق امجدی

صفحات......96 ہدیہ......=/15 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......رضا اکیڈمی، لاہور

### ”اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام“

افاضات......مفتی محمد عبد اللہ نعیمی

مرتبہ......مفتی محمد جان نعیمی

صفحات......24 ہدیہ......درج نہیں

ناشر...... مفتی اعظم سندھ اکیڈمی، دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر، کراچی

### ”تعمیر شخصیت“

از قلم......اقبال احمد اختر القادری ہدیہ......=/5 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر......اسلامک ایجوکیشن ٹرسٹ 5-B-2 نارتھ کراچی

### ”سیرت ھادیٔ خلق ﷺ“

تصنیف......شیخ ابن الدیبع الشیبانی

ترجمہ...... صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صدیقی

صفحات......۶۰ ہدیہ......درج نہیں

ناشر......دارالعلوم سلطانیہ، کالادیو، ضلع جہلم

مرتبہ : عبداللطیف قادری

## محمد رضا المشتاق (طرابلس، لیبیا)

ہمارے یہاں طرابلس سے جمعیة الدعوة الاسلامیة العالمیة جو کہ کرنل قذافی (جو میرے محبوب لیڈر ہیں) کی مذہبی تنظیم ہے جو دین کا بہت کام کر رہی ہے کا ایک ہفتہ وار صحیفہ "**الدعوة**" ہر بدھ کو طرابلس سے نکلتا ہے اس میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ الازہر یونیورسٹی قاہرہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اردو ترجمہ قرآن "کنزالایمان" پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے اسے شائع کرنے کا سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔

## حبیب الرحمن شیخانی

(خدابخش لائبریری، پٹنہ، انڈیا)

آپ کی عنایت سے موقر ماہنامہ "معارف رضا" کراچی کا خصوصی شمارہ مئی وجون 2000ء کا تحفہ موصول ہوا شکریہ۔ خصوصی توجہ سے بقیہ شمارے بھی ارسال فرما کر ہماری لائبریری کی فائل کی تکمیل میں تعاون فرمائیں۔ رسالہ نہایت ادبی وعلمی ہے اس کی ترسیل پر لائبریری اور قارئین آپ کے بے حد مشکور ہیں۔

## پروفیسر مجیب احمد (راولپنڈی)

"معارف رضا" باقاعدگی سے مل رہا ہے شکریہ۔ قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ تاریخ میں Ph.d کیلئے میری رجسٹریشن ہوگئی ہے موضوع تحقیق یہ ہے۔

**"Role of Barelwi Ulama In The Pakistani Politice , 1947 - 1997"** "معارف رضا" میں اپیل شائع کردیں اگر کسی کے پاس سنی تنظیموں سے متعلق تحقیقی مواد ہو تو برائے مہربانی مندرجہ ذیل پتے پر مجھے ارسال کریں۔

**459.N.A, 7th Road Satellite Town**

**Rawalpindi (46300)**

## ڈاکٹر امجد رضا خاں (پٹنہ، انڈیا)

آپ کا عنایت نامہ اور "معارف رضا" ملا اس الطاف وکرم اور جذبہ خلوص کا مشکور ہوں کہ آپ نے خاکسار و ہیچ مدان کو اس قابل سمجھا ورنہ کتنے ذرے اس امید میں ہی رہ جاتے ہیں کہ کوئی ستارہ ان پر بھی نورانی کرنوں کا خزانہ انڈیلتا۔ ہم عنقریب پٹنہ میں امام احمد رضا سیمینار کر رہے ہیں اس موقع پر سیدنا اعلیٰ حضرت کی کتب کی نمائش کا بھی پروگرام ہے۔ اس ماہ "معارف رضا" کا امام احمد رضا کانفرنس نمبر مطالعہ میں آیا، عالمی سطح پر امام احمد رضا کے تعلق سے ہونے والے تحقیقی کام کی رفتار اور "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" کی کارکردگی سے دل باغ باغ ہوگیا۔ آپ حضرات نے جس خلوص سے اس مشن پر اپنی محنت، علم اور سرمایہ صرف کیا ہے اس کے خاطر خواں نتائج اب بین الاقوامی سطح پر برآمد ہو رہے ہیں۔ خدابخش لائبریری پٹنہ میں ادارہ کی کتب دیکھ کر مسرت ہوئی۔

## علامہ عبدالحکیم شرف قادری (لاہور)

آپ اور برادران اہل سنت یہ خبر پڑھ کر ضرور مسرور ہونگے کہ جامعۃ الازھر شریف کے شیخ پروفیسر ڈاکٹر سید محمد طنطاوی مدظلہ کی سرپرستی میں "مجمع البحوث الاسلامیہ" قاھرہ مصر نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے ترجمہ قرآن کریم "کنزالایمان" کی گہری جانچ پرکھ کے بعد اسے اسلامی تعلیمات کے مطابق قرار دیتے ہوئے شائع کرنے کا سرٹیفیکیٹ جاری کردیا ہے۔

## ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی (بریلی، انڈیا)

مولائے کریم "معارف رضا" کی ماہنامہ اشاعت مبارک کرے اور استقامت عطا فرمائے اس سے یقیناً دنیائے رضویات میں نئے ابواب رقم ہونگے حضرت مسعود ملت کا فیضان اور ڈاکٹر مجید اللہ و ڈاکٹر اقبال اختر القادری کی محنتیں رنگ لا رہی ہیں، رسالہ برابر مل رہا ہے۔